اگست ۱۹۷۰ء

مدراس ہائی کورٹ کا فیصلہ

''احمدی مسلمانوں کا ایک اصلاح یافتہ فرقہ ہے''

(مدراس لاء جرنل ۱۹۲۲ء، کیس ۱۰۱)

ڈسٹرکٹ جج لائلپور کا فیصلہ

''اس بارے میں بعض علماء کے خیالات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن ہائی کورٹیں وقتاً بعد وقت یہ فیصلہ دے چکی ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بعض امور میں عقائد کے متعلق اہم اختلافات ہونے کے باوجود ہم کسی طرح احمدیوں کو غیر مسلم نہیں کہہ سکتے''

(مفصل فیصلہ۔ صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

سالانہ چندہ چھ روپے
قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

ھائی کورٹ مغربی پاکستان کے فیصلہ کے دو اقتباس

— ۱ —

''درخواست دھندگان (شورش کاشمیری وغیرہ) کے فاضل وکیل کا سارا زور اس دلیل پر تھا کہ احمدی اسلام کا ایک فرقہ نہیں ھیں۔ اور ایسا کہنے کے اس حق کی ضمانت آئین دیتا ھے۔ لیکن فاضل وکیل اس امر واقعہ کو نظر انداز کرتے ھیں کہ پاکستان کے شہریوں کی حیثیت سے احمدیوں کو بھی آئین کی طرف سے اس اعلان و دعوی کی وھی آزادی ھے کہ وہ اسلام کے دائرہ کے اندر ھیں - ھم نہیں سمجھ سکتے کہ درخواست دھندگان اپنے لئے جس حق کا دعوی کرتے ھیں وہ دوسروں کے لئے اس سے انکار کیسے کر سکتے ھیں - یقیناً انہیں دھشت زدہ کر کے ایسا نہیں کیا جا سکتا - بنیادی سوال یہ ھے کہ درخواست دھندگان اور ان کے ھم خیال دوسرے لوگ، احمدیوں کو یہ دعوی کرنے سے قانوناً کہاں [illegible] روک سکتے ھیں کہ اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ اپنے عقائد کے اختلافات کے باوجود وہ اسلام کے اتنے ھی اچھے (نیک) پیرو کار ھیں جیسا کہ کوئی دوسرا شخص — جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ھو ''

— ۲ —

''جہاں تک احمدیوں کو مرتد قرار دینے اور ''موت کے مستوجب'' قرار دینے کی مثالوں کا تعلق ھے ھمیں یہ کہنے کی ضرورت پڑتی ھے کہ یہ مذھبی تختہ دار کی المناک مثالیں ھیں اور اگر انسانی امور میں خوبی و نیکی باقی ھے تو انسانی ضمیر کو اس کے خلاف لازماً بغاوت کرنا چاھئیے - یہ مثالیں سچی اسلامی اخلاقیات کے منافی ھیں ''

(بحوالہ المنبر لائل پور ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۰
شمارہ ۸

اگست ۱۹۷۰ء

جمادی الثانیہ ۱۳۹۰ ہجری قمری
ظہور ۱۳۴۹ ہجری شمسی

مقالات

قواعد و ضوابط

۱۔ تاریخ اشاعت ہر شمسی ماہ کی پندرہ تاریخ ہے۔
۲۔ سالانہ چندہ چھ روپے ہے جو پیشگی آنا لازمی ہے۔
۳۔ رقوم بنام مینیجر اور مضامین بنام ایڈیٹر ارسال فرمائیں۔

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: ابوالعطاء جالندھری
نائبین: (۱) دوست محمد شاہد مولوی فاضل
(۲) عطاء ا[illegible]

حضرت قائدِ اعظم مرحوم کا مسلک!

پاکستان کی چوبیسویں سالگرہ کے وقت اسکی یاددہانی

۱۴ اگست کا دن پاکستان کی سالگرہ ہے۔ آج اس عظیم واقعہ پر ۲۳ سال بیت چکے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے حضرت قائدِ اعظم مرحوم کی مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں یہ خداداد مملکت، دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت معرض وجود میں آئی تھی۔

قائدِ اعظم نے اپنی دانشمندی، تدبر، خلوص اور سیاست سے مسلمانوں کے بکھرے ہوئے فرقوں کو اس اصول پر جمع کیا تھا کہ جو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے اور اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے وہ ملت اسلامیہ کا فرد ہے اور تحریک پاکستان کا سپاہی ہے۔ قائدِ اعظم نے تمام فرقوں کو اس اصول پر اکٹھا کر کے پاکستان کے لئے جدوجہد شروع کی تھی۔ اگر یہ اصول اُس وقت تسلیم نہ کیا جاتا تو یہ جدوجہد ہرگز کامیاب نہ ہو سکتی تھی۔

پاکستان کی جدوجہد کے دوران بعض ناعاقبت اندیش مولویوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کوشش کی تھی۔ حضرت قائدِ اعظم مرحوم نے ان مولویوں کے ہاتھ روک دیئے ان کی زبانیں بند کر دیں اور کہا کہ سب مسلمان ہیں اور سبھی پاکستان بنانے میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ چنانچہ ہم سب اس جدوجہد میں برابر کے شریک ہیں۔

پاکستان کی ترقی اور استحکام کا بھی یہی بنیادی اصول ہے۔ اسی کا اعلان قائدِ اعظم کی طرف سے ہوتا رہا۔ افسوس کہ قائدِ اعظم کی جلد وفات ہو جانے کے باعث بعض ایسے لوگ بھی برسرِ اقتدار آتے رہے جو اس زرّیں اصول کے مخالف اور درحقیقت پاکستان کے دشمن تھے۔

آج جبکہ ہم پاکستان کی چوبیسویں سالگرہ منا رہے ہیں ہمیں عہد کرنا چاہئیے کہ ہم حضرت قائدِ اعظم کے اس موقف پر جمے رہیں گے اور کسی مولوی، سیاست دان یا لیڈر وغیرہ کے بھڑکانے پر قائدِ اعظم کے موقف سے سرمو انحراف نہ کریں گے۔ آج کا اہم سوال یہی ہے کہ کیا آپ قائدِ اعظم مرحوم کے موقف پر قائم ہیں؟

(ایڈیٹر)

جیمس آباد کے سول جج کا فیصلہ

گزشتہ دنوں شیخ محمد رفیق گریجہ سول جج جیمس آباد (سندھ) نے ایک نکاح کے مقدمہ میں ایک ایسا فیصلہ دیا ہے جسے ہمارے مخالف اخبارات بہت شد و مد سے شائع کر رہے ہیں۔ ہفت روزہ چٹان لاہور نے تو اپنے نوٹ میں اسے احمدیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں حرفِ آخر قرار دیدیا ہے۔ اسی بناء پر بطور وضاحت ہم مجبوراً سطور ذیل سپردِ قلم کر رہے ہیں۔

جب گزشتہ سے پیوستہ سال ہائیکورٹ مغربی پاکستان نے مدیر چٹان کی رٹ پر یہ قرار دیا تھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا یا مرتد ٹھہرانا غلط ہے بلکہ ایسا قول اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے تو انہی مدیر صاحب نے بعض معاند احمدیت علماء کے فتویٰ کی آڑ میں لکھ دیا تھا کہ:-

"ہائی کورٹ کا جج علمائے اس متفقہ فتویٰ پر قلم پھیرنے کا مجاز کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ اس کے دائرۂ فہم و نظر سے باہر ہے۔"
(چٹان ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۶۹ء)

ہم حیران ہیں کہ جب بقول مدیر چٹان ہائی کورٹ کے ججوں کو یہ اختیار حاصل نہیں اور معاند علماء کے فتویٰ کی تردید ان کے "دائرۂ فہم و نظر سے باہر" ہے تو مدیر چٹان جیمس آباد کے سول جج کو اس بات کا مجاز کیسے سمجھتے ہیں کہ وہ بیٹھے بٹھائے احمدی جماعت کو فریق مقدمہ بنائے بغیر لاکھوں احمدیوں کو غیر مسلم اور مرتد قرار دیدے؟ کیا مدیر چٹان نے "فہم و نظر" کے دو الگ الگ پیمانے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ہائیکورٹ کے ججوں کے لئے اور ایک سول جج جیمس آباد کیلئے؟

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحبان نے ستر اسی برس سے احمدیوں کے خلاف فتویٰ بازی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان کے فتووں کے باوجود اللہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کو ترقی دے رہا ہے اور احمدیت دنیا کے کناروں تک پھیل رہی ہے، وہ اب تنکوں کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔

ہم جیمس آباد کے جج کی نیت پر شبہ نہیں کرتے مگر ہم حیران ضرور ہیں کہ جب ان کے سامنے یہ معاملہ درپیش تھا کہ ایک نابالغ لڑکی بالغ ہونے پر خیارِ بلوغ کے حق کو استعمال کر کے اپنے خاوند سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے، ابھی میاں بیوی میں ازدواجی تعلقات بھی قائم نہیں ہوئے تھے تو بات صاف تھی کہ اس صورت میں ان میں علیحدگی ناگزیر تھی۔ اس کے لئے احمدیت کو درمیان میں لانے اور احمدیوں کو غیر مسلم اور مرتد قرار دینے کا کیا سوال تھا؟

بہرحال جج صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے اب دنیوی طور پر اوپر کی دنیوی عدالتوں کا کام ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں پھر سب سے بالا عدالت **اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن** کی ہے! ایمان

اور اسلام کا حقیقی اور سچا فیصلہ اسی بارگاہ سے ہوتا ہے۔ تمام الٰہی جماعتیں اسی یقین سے زندہ رہتی ہیں اور اسی یقین پر جماعت احمدیہ قائم ہے۔
—— اگر خدا کے ماموروں کی جماعتوں کے مومن یا کافر و مرتد ہونے کا فیصلہ منکرین نے کرنا ہوتا تو پھر کسی مامور کی جماعت کبھی مومن قرار نہ پا سکتی۔ خدا کے ان نیک بندوں کو تو مسند اقتدار پر بیٹھنے والے مولوی اور حاکم ہمیشہ سے راندۂ درگاہ ٹھہراتے آئے ہیں مگر آخر کار حق و باطل میں آخری فیصلہ ہمیشہ نبیوں کی جماعتوں کے حق میں ہوا ہے اور اس دفعہ پھر انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہم اپنے ان مظلوم بھائیوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ ان کیلئے تو جہلم آباد کے سول جج کے فیصلہ میں کوئی نئی بات نہیں کم و بیش انہی بے بنیاد باتوں کو جو احمدیت کے مخالف علماء قریباً ستّر سال سے دہراتے آ رہے ہیں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ ہاں چونکہ اب انہیں ایک جج کے قلم سے منسوب کر دیا گیا ہے اسلئے شاید اس سے جماعت احمدیہ کے لئے کچھ ابتلاء کا رنگ پیدا ہو جائے (وقانا اللہ شرّھا) تاہم اے بھائیو! یہ صورت حال بھی ہمارے لئے انوکھی نہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ہمیں مخاطب کر کے اپنے رسالہ الوصیت میں صاف طور پر تحریر فرما چکے ہیں کہ

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ **مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے** اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی **وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔**"

(الوصیت صـ۱۱-۱۲)

پس جہلم آباد کے جج کا فیصلہ صرف ایک ماتحت جج کا فیصلہ ہے اس پر ہمارے مخالف مولویوں کے لئے شادیانے بجانے کا کوئی موقعہ نہیں۔ نہ جماعت احمدیہ کے لئے کسی قسم کی پریشانی کا باعث ہے والعاقبۃ للمتقین ‡

خدا ترس دانشوروں سے ضروری سوال

کیا علماء اور مدبرانِ قوم "انگریزوں کے آلہ کار" تھے؟

انگریز کے عہدِ حکومت میں ان کے مذہبی آزادی دینے اور امن قائم کرنے کی وجہ سے ان کی تعریف کرنا، ان سے قیامِ امن میں تعاون کرنا اور اس کے لئے ان کا شکر ادا کرنا اگر ایسا کام ہے کہ اس بناء پر آج کسی پاکستانی جج کی عقل واقعی طور پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) انگریزی حکومت کا آلہ کار قرار دے سکتی ہے تو ہم مختلف فرقوں کے بزرگ علماء اور مدبرانِ قوم کے ہزارہا حوالوں میں سے فی الحال آج صرف مندرجہ ذیل بیس حوالے پیش کر کے خدا ترس انسانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کی نظر میں یہ سب لوگ واقعی انگریزی حکومت کے آلہ کار تھے اور کیا ان کو بھی انگریزوں نے مسلمانوں میں تفرقہ و انتشار کے لئے مقرر کیا تھا؟

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:-

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیثوں کے بڑے مفتی نے فتویٰ دیا تھا کہ:-

(۱) "اہلِ اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔"
(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۷)

(۲) "مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گنہگار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء)

(۳) "اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی (خواہ ان کے بھائی مسلمان کیوں نہ ہوں) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۸ / ۴۸)

(۴) "اس سلطنت کے لئے دعاءِ برکت و سلامت نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۸ صفحہ ۲۴۴)

(۵) **حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ** نے فرمایا:-

"سرکار انگریزی گو منکرِ اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرضِ مذہبی اور عبادتِ لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویجِ مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے۔ ہمارا اصل کام اشاعتِ توحیدِ الٰہی اور احیاءِ سُنن سید [illegible] ک ٹوک

اس ملک میں رہتے ہیں۔ بجز اس کے سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں۔"
(سوانح احمدی مرتبہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری صفحہ ۷۱-۷۲)۔

(۶) مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے متعلق لکھا ہے:۔
"مولانا اسمٰعیل شہید کا سکھوں سے ان کے مذہب اسلام میں دست اندازی کے سبب جہاد رہا۔ اسی جہاد کی ترغیب کے لئے وہ خطبہ انہوں نے بنایا تھا۔ گورنمنٹ انگلشیہ سے نہ ان کا جہاد تھا اور نہ اس گورنمنٹ سے جہاد کا اس خطبہ میں صراحتاً یا کنایۃً ذکر ہے بلکہ اس گورنمنٹ سے وہ جہاد کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۱ صفحہ ۱۱-۱۲)

(۷) مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتویٰ
(الف) "جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کا یہاں کرنا سبب ہلاکت اور معصیت ہوگا۔" (فتاویٰ نذیریہ جلد ۴ صفحہ ۴۷۲)
(ب) "مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی نے اصل معنیٰ جہاد کے لحاظ سے بغاوت ۱۸۵۷ء کو شرعی جہاد نہیں سمجھا بلکہ اس کو بے ایمانی و عہد شکنی و فساد و عناد خیال کرکے اس میں شمولیت اور اس کی معاونت کو معصیت قرار دیا۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۸)

(۸) جناب سر سید احمد خان صاحب بانی علیگڑھ کالج لکھتے ہیں:۔
"مسلمان ہماری گورنمنٹ کے مستامن تھے کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں کرسکتے تھے۔"
(اسباب بغاوت ہند صفحہ ۱۰۵-۱۰۷ شائع کردہ اردو اکیڈیمی سندھ)

(۹) اہلحدیثوں کے لیڈر نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال کا قول ہے:۔
"غدر ۱۸۵۷ء میں جن مفسدوں نے انگریزی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا تھا وہ فساد تھا نہ جہاد۔"
(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۱۶۱)

(۱۰) جناب مولوی سید احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:۔
"ہندوستان دار الاسلام ہے۔ اسے دار الحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں۔"
(نصرت الابرار صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ لاہور)

بریلوی صاحبان کے متعلق شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ انہوں نے:۔
"انگریز کے اولوا الامر ہونے کا فتویٰ دیا کہ ہندوستان دار الاسلام ہے۔ انگریزوں کا یہ خود کاشتہ پودا کچھ دنوں بعد ایک مذہبی تحریک بن گیا۔"
(ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

(۱۱) دار العلوم ندوۃ العلماء کا اصل مقصد قیام
رسالہ الندوہ لکھتا ہے:۔
"اس (دار العلوم) کا اصل مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری

کے خیالات پھیلائیں" (رسالہ الندوہ لکھنؤ جلد ۵ بابت جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۲) ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی کا بیان

ایڈیٹر صاحب چٹان نے لکھا ہے کہ:-

"جن لوگوں نے حوادث کے اس زمانے میں نسخ جہاد کی تاویلوں کے علاوہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں اولی الامر کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا۔ ان میں مشہور انشاپرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی ہے...... انہوں نے قرآن کریم کے ترجمے میں انگریزوں کو پہلی دفعہ اولوالامر قرار دیا ہے اور ان کی اطاعت کو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے مستلزم...... دیکھو داستان تاریخ اردو مصنفہ حامد حسن قادری صہ ۹۸"

(کتاب عطاء اللہ شاہ بخاری صہ ۱۲۵)

(۱۳) فرقہ اہلحدیث کی نظر میں انگریزی گورنمنٹ کا خاص مرتبہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:-

"ہندوستان کے تمام طبقات رعایا سے صرف ایک یہی فرقہ اہلحدیث ہے جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلحاظ امن و آزادی مذہبی اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بھی بہتر جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو بجز اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں اسلامی کیوں نہ ہو، پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ نمبر ۷ صہ ۱۹۵ و ۱۹۶)

(۱۴) جناب مودودی صاحب کا فتویٰ

"جب وہ (مسلمان) مغلوب ہو گئے اور انگریزی حکومت قائم ہو چکی اور مسلمانوں نے اپنے پرسنل لاء پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ رہنا قبول کر لیا تو اب یہ ملک دارالحرب نہیں رہا"

(کتاب سود حصہ اول حاشیہ صہ ۷۷-۸۰)

(۱۵) شیعہ مجتہد سید علی الحائری کہتے ہیں

"ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے کہ جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی ہے جس کی نظیر اور مثال دنیا کی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی اسلئے میں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں صمیم قلب سے برٹش گورنمنٹ کا احسانمند اور شکرگزار رہنا چاہیئے۔" (موعظہ تحریف قرآن بابت اپریل ۱۹۲۳ء صہ ۶۷-۶۸)

(۱۶) مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں سے لے کر آج تک مسلمانوں کا ہمیشہ یہ شعار رہا۔ کہ وہ جس حکومت کے زیر سایہ رہے اس کے وفادار اور اطاعت گزار رہے یہ صرف ان کا طرز عمل نہ تھا بلکہ ان کے مذہب کی تعلیم بھی۔" (مقالات شبلی جلد اول صہ ۱۷۱ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۴ء)

(۱۷) حنفی مفتی مولانا محمد اسحاق پٹیالوی کا فتویٰ

"مسلمانے کہ بحکومت نصاریٰ داخل شدہ

شخصے را از قوم حکمران بنظر ثواب میکشد و نامش غزا و جہاد میکند گمراہ است۔ ایں فعلش ممنوع و ناجائز و حرام مطلق است۔ ہرگز غزا و جہاد نیست بلکہ شر و فساد است"

(سراج الابدی مطبوعہ رضوی دہلی ۱۹۰۲ء)

(۱۸) انجمن حمایت اسلام لاہور کے جملہ ممبران کا اعلان ہے کہ :-

"عنایاتِ گورنمنٹ کے عوض میں ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ کے ہمیشہ وفادار رعایا بنے رہیں۔ اور مسلمانوں کو تو دوہرا فائدہ ہے۔ رعایا ہونے کا حق علیحدہ ادا ثواب کا ثواب۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تعلیم دی ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ خدا ایسی سلطنت کو مدت تک ہمارے سر پر قائم رکھے جس کے سایۂ عاطفت میں اتنا آرام پایا اور ہمیشہ ہم کو اس کا تابعدار رکھے"

(مطبوعہ رپورٹ انجمن حمایت اسلام ۱۹۰۳ء)

(۱۹) مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار لاہور لکھتے ہیں :-

"اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں"

(اخبار زمیندار لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء)

(۲۰) مولوی ظفر علی خان صاحب نے لکھا کہ :-

"ہمیں ہمارا پاک مذہب بادشاہِ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ہم کو سرکار انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی برکتیں حاصل ہیں۔ ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے"

(زمیندار لاہور یکم نومبر ۱۹۱۱ء)

قانونی مشورہ

اگر کسی جج کے فیصلہ میں کسی مذہبی فرقہ کی کتاب کے حوالے غلط درج ہوں۔ ان کے نام تک غلط ہوں کسی کی کتاب ہو اور کسی دوسرے کی طرف منسوب کر دی گئی ہو۔ اقتباس ادھورے دیئے گئے ہوں۔ اقتباس کے وہ حصے جو بات کو واضح کرتے ہوں چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ عربی عبارتوں کے ترجمہ میں غلطیاں کی گئی ہوں۔ مصنف کتاب نے عبارت یا اپنے بیان کی جو تشریح خود اسی کتاب میں کی ہو اسے درج کرنے سے گریز کیا گیا ہو؟

ان صورتوں میں وکلاء حضرات سے دریافت طلب ہے کہ ایسے فیصلہ کی قانونی اصلاح کی کیا صورت ہے بالخصوص جبکہ وہ مذہبی فرقہ اس مقدمہ میں فریق بھی نہ ہو اور فیصلہ کی اخبارات و رسائل میں بطور ایک مستند دستاویز کے اشاعت ہو رہی ہو۔ اس بارے میں قانونی مشورہ مطلوب ہے ÷

اناجیل کی تاریخی حیثیت[1]

(از جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی)

اناجیل جمع ہے انجیل کی اور انجیل کے معنی ہیں خوشخبری۔ معروف اصطلاح میں اناجیل وہ چار کتابیں ہیں جو "نیا عہد نامہ" میں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے نام سے شامل کی گئی ہیں۔

بائیبل کے دو حصے ہیں، پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ۔ پرانا عہد نامہ یہودیوں کی بائیبل ہے اور نیا عہد نامہ عیسائیوں کی۔ اگرچہ عیسائی پرانے عہد نامہ پر بھی اپنے رنگ میں ایمان لانے کا یقین دلاتے ہیں اور پرانے اور نئے عہد نامہ کو اکٹھا شائع کرتے ہیں لیکن حقیقتاً نیا عہد نامہ ہی وہ کتاب ہے جسے عیسائی اپنے ایمان کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ پرانے عہد نامہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ یہ قانون شریعت کی کتاب تھی اور شریعت کی ضرورت حضرت مسیح ناصری کی آمد کے ساتھ ختم ہو گئی۔

نئے عہد نامہ میں چار انجیلیں ہیں، اکیس خطوط ہیں، ایک مکاشفہ ہے اور ایک کتاب رسولوں کے اعمال نام سے موسوم ہے۔

خاکسار کا یہ مختصر سا مضمون نئے عہد نامہ کی صرف پہلی چار کتابوں یعنی چار انجیلوں (متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی انجیل) سے متعلق ہے۔

یہ چاروں انجیلیں کب لکھی گئیں، کن لوگوں نے لکھیں، ان میں پیش کردہ امور کہاں تک درست مانے جا سکتے ہیں؟ ان چاروں انجیلوں کو کب ایک کتابی صورت دی گئی؟ کتابی صورت دیئے جانے تک ان پر کیا گزری؟ اس وقت سے لے کر اب تک ان کے ساتھ کیا حوادث پیش آتے ہیں اور ان حوادث کی تاریخی اہمیت کیا ہے؟ یہ ہیں وہ چند ایک باتیں جو خاکسار اس مضمون میں پیش کرنے کی کوشش کرے گا وباللہ التوفیق۔

جہاں تک اناجیل کی تصنیف کا تعلق ہے تمام عیسائی محققین اس بات پر متفق ہیں کہ عیسائیت کے آغاز میں یعنی حضرت مسیح ناصری کی اپنے حواریوں میں موجودگی اور واقعہ صلیب کے کئی سال بعد تک اس بات کی قطعاً کوئی [illegible] محسوس نہ کی گئی تھی کہ حضرت مسیح [illegible] یا انکے ارشادات

---

[1] یہ مضمون بصورت مقالہ مجلس ارشاد مرکزیہ [illegible]

کو اپنا [illegible] لایا جائے۔ حواریوں نے جو کچھ
دیکھا یا سنا تھا وہ زبانی طور پر اسے مسیحؑ کے پیغام
کی صورت میں لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ جب عیسائیت
ایک محدود علاقہ سے نکل کر دوسرے شہروں میں بھی
پھیلنے لگی تو ان دوسرے شہروں کے عیسائیوں کی
تعلیم و تربیت کے لئے ان کے نام خطوط لکھے جانے
لگے۔ چنانچہ عیسائیت کے متعلق سب سے پہلا لٹریچر
خطوط ہی کی صورت میں ملتا ہے۔ سب سے پہلے
خط کی جو تاریخ متعین کی جا سکتی ہے وہ ۵۱ء ہے۔ اور
سب سے پہلی انجیل یعنی مرقس کی انجیل ۶۹ء میں لکھی گئی۔
اگرچہ کہا جاتا ہے کہ مرقس کی انجیل سے پہلے بھی کسی نے
حضرت مسیح ناصریؑ کے ارشادات جمع کئے تھے اور انہیں
کتابی شکل دی تھی لیکن ان کا Logia کے نام
سے ذکر تو موجود ہے وہ کتاب ناپید ہو چکی ہے۔ متی
کی انجیل ۸۰ء میں لکھی گئی۔ لوقا کی انجیل ۹۸ء میں اور
یوحنا کی انجیل ۱۱۵ء میں۔ یہ تاریخیں عیسائی محققین نے
اناجیل کی اندرونی اور بعض بیرونی شہادتوں کی بناء
پر متعین کی ہیں۔

بیرونی شہادتوں کے طور پر جن دوسرے مصنفین
کی کتب سے مدد لی گئی ہے وہ ہیں Justin
Martyr کی کتاب Apologia جو ۱۵۰ء
میں لکھی گئی۔ Irenaeus کی تحریریں جو ۱۸۰-۱۸۵ء
تک منظر شہود پر آئیں اور Tatian کی کتاب
Diatessaron جو ۱۶۰ء میں لکھی گئی۔ سب سے
پہلے جس تحریر میں چاروں اناجیل کا اکٹھا ذکر ملتا ہے
وہ Hippolytus نے روم میں ۲۰۰ء میں لکھی
تھی اور اسے Mauraterian Fragment
کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اگرچہ دوسری صدی
عیسوی کے اختتام سے قبل عیسائیوں کو اس بات کی
طرف توجہ پیدا ہو گئی تھی کہ پرانے عہد نامے کے ساتھ
ساتھ اب ان کے پاس ایک نیا عہد نامہ بھی موجود تھا
لیکن چوتھی صدی کے دوسرے نصف تک ان کتب
کی حیثیت مستحکم نہ ہو سکی تھی۔ ۳۹۷ء میں کارتھیج میں
منعقد ہونے والی عیسائی کانفرنس نے جس میں
Augustine (عیسائیوں کا ایک بہت بڑا
اہل فکر) بھی موجود تھا سارے عہد نامہ کی توثیق کی۔
اس توثیق کے بعد متعدد دیگر اناجیل جو کم و بیش عیسائی
دنیا میں رائج ہو چکی تھیں ان کو غیر مقدس اور غیر ضروری
قرار دے دیا گیا۔

یہ چاروں اناجیل لکھی کس نے ہیں اس بات کا
قطعی فیصلہ غالباً کبھی نہ ہو سکے گا۔ جن مصنفین کے نام
ان اناجیل پر درج ہیں ان کے متعلق ایک لمبے عرصہ
تک عیسائی دنیا میں بحث ہوتی رہی ہے اور عیسائی
محققین صرف اس نتیجہ پر پہنچ سکے ہیں کہ لکھنے والے
چاہے کوئی ہوں اب یہی نام ان اناجیل کے ساتھ
چسپاں رہنے چاہئیں۔

The Bible - its Letter
and Spirit میں متی کی شخصیت پر The
Philosophy of Jesus میں مرقس
کی شخصیت پر اور [illegible] history of

Church میں یوحنا کی شخصیت پر متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو اناجیل ان کے نام سے منسوب ہیں ان کے متعلق حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ انہوں نے ہی لکھی تھیں۔ جہاں تک لوقا کا تعلق ہے کہا جاتا ہے کہ دراصل لوقا کسی اور لفظ سے بنا ہے اور اس لفظ کا ترجمہ روشن ہونے کی وجہ سے اس انجیل کو روحانی روشنی دی جانے والی کتاب سمجھ کر اس پر لفظ لوقا ثبت کر دیا گیا ہے۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ یہ چاروں اناجیل متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ہمیشہ سے مشتبہ رہی ہیں کہ غالباً یہ ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں کی تصانیف ہیں۔

ان چاروں اناجیل میں پیش کردہ امور کو کس حد تک درست مانا جا سکتا ہے۔ یہ ایک نہایت اہم امر ہے کیونکہ اس بات پر عیسائیت کے موجودہ عقائد کی درستی یا نادرستی کا انحصار ہے۔ اگر ان اناجیل میں درج شدہ بعض باتیں نادرست ہیں تو یقیناً ساری باتوں پر شک کا ایک ایسا سایہ پڑتا ہے جو ان کی حیثیت کو نہایت غیر یقینی اور غیر تسلی بخش بنا دیتا ہے۔

Stanley Cook اپنی کتاب An Introduction to the Bible میں لکھتے ہیں کہ موازنہ مذاہب اور موجودہ علم ہمیں اس بات سے روکتے ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ بائیبل خدا کا کلام ہے۔ اور اگر ہم یہ کہیں بھی تو بائبل میں خدا کے کلام کو کہاں تلاش کریں۔ بعض لوگ ان کتابوں کو رد کرتے ہیں جو Apocrypha کہلاتی ہیں۔ بعض پرانے عہدنامہ کو ناقابلِ توثیق قرار دیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اناجیل کو تو لے لیا جائے لیکن پولوس کے خطوط کو چھوڑ دیا جائے۔ اور بعض اور لوگ ہیں جو حضرت مسیح ناصری کے ارشادات کی بجائے پولوس کے پیش کردہ امور پر اپنے ایمان کا بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ James Bakie D.D. کہتے ہیں کہ پرانا عہدنامہ صرف ایک قومی ادب ہے جس کی آخری شکل ... اقبل مسیح میں سامنے آئی۔ نئے عہدنامے کی حیثیت بھی کوئی اس سے بہتر نہیں ہے۔ جوں جوں مسیح کی دوبارہ واپسی کے وعدہ کے پورا ہونے میں تاخیر ہوتی گئی جو باتیں لوگوں میں روایتاً مشہور تھیں وہ احاطۂ تحریر میں لائی جانے لگیں۔

Sir Frederic Kenyon اپنی کتاب The Story of the Bible میں کہتے ہیں کہ انجیل کا تو تصور ہی بہت بعد میں پیدا ہوا ہے۔ یہ بات کہنے سے انکا مطلب یہ ہے کہ جب انجیل لکھی جانے کا وقت تھا اُس وقت تو کچھ لکھا نہ گیا اور جب بہت سی باتیں یاد سے کھو گئیں یا ان میں عقیدتمندی کا مبالغہ بھی شامل ہو گیا تو پھر انجیل لکھی جانے لگی۔

یہ کہ پہلے مسودات ضائع ہو چکے ہیں اس

سے توکوئی عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتا لیکن ان مسودات کے ضائع ہونے کے بعد جو کچھ لکھا گیا وہی اگر جوں کا توں رہتا تو شاید اناجیل پر کسی حد تک بھروسہ کیا جا سکتا۔ لیکن عیسائی محققین کھلم کھلا اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ بائبل کی عبارتوں کو اس حد تک بدلا جا چکا ہے کہ اب یہ کہنا کہ اصل عبارت کہاں سے شروع ہوتی ہے اور ملاوٹ کہاں سے۔ یہ بھی ممکن نہیں رہا۔ اگرچہ اس بات کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ ہوتی رہے گی کہ اصل سے نقل کو الگ کیا جائے لیکن کسی صحیح اور آخری نتیجہ پر کبھی نہ پہنچا جا سکے گا۔ کچھ عرصہ ہوا امریکہ میں Dr. Luther A. Weigle جو Yale Divinity School کے Dean Emeritus ہیں کی صدارت میں عیسائی دنیا کے بتیس ۳۲ بہت بڑے عالموں نے بائبل کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں انہوں نے عبارتوں کی عبارتیں متن میں سے نکال کر حاشیہ میں ڈال دی ہیں اور اس کی وجہ یہ تحریر کی ہے کہ پرانی مستند کتب میں یہ عبارتیں نہیں ملتیں۔ میں نے نائیجیریا میں ایک دفعہ ایک پبلک جلسہ میں جب یہ کہا کہ بائبل میں ہمیشہ سے تبدیلی ہوتی چلی آئی ہے تو ایک نوجوان کہنے لگے یہ بات صرف اس حد تک درست ہے کہ زبان بدلتی چلی گئی ہے لیکن معنًا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ میں نے امریکہ کی شائع شدہ بائبل (Revised Standard Version) ان کے ہاتھ میں دے کر ان سے کہا کہ یوحنا انجیل کے آٹھویں باب کی ساتویں آیت پڑھ کر سنائیں؟ انہوں نے بائبل ہاتھ میں لی اور جھٹ سے یوحنا کی انجیل کا آٹھواں باب نکال کر مطلوبہ آیت پڑھنی چاہی لیکن اب تو یہ باب شروع ہی آیت نمبر ۱۲ سے ہوتا ہے وہ ساتویں آیت کہاں سے پڑھتے۔ اس باب کے آغاز ہی میں ایک سے گیارہ تک کی آیات نہ پا کر وہ بلند آواز سے کہنے لگے۔ یہ بائبل مسلمانوں نے چھاپی ہوگی۔ جب حقیقت حال بتائی گئی تو وہ خاموشی سے پبلک میٹنگ چھوڑ کر چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حاشیہ سے متن میں اور متن سے حاشیہ میں عبارتوں کی تبدیلی کا عمل نہایت شد و مد سے جاری رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو کچھ اناجیل کے متعلق لکھا تھا وہ عیسائی محققین نے آج حرف بحرف صحیح ثابت کر دیا ہے۔ میں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے چند ایک اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"افترا کی باتوں پر کیوں تعجب کرنا چاہیئے۔ ایسا بہت کچھ ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو آپ اقرار ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ ابتدائی زمانوں میں اپنی طرف سے کتابیں بنا کر اور بہت کچھ کمالات اپنے بزرگوں کے ان میں لکھ کر

پھر خدائے تعالیٰ کی طرف ان کو منسوب کرتے رہے ہیں اور دعویٰ کر دیا جاتا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں ہیں۔ پس جبکہ قدیم عادت عیسائیوں اور یہودیوں کی یہی جعلسازی چلی آتی ہے تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ متی وغیرہ انجیلوں کو اس عادت سے کیوں باہر رکھا جائے۔ حالانکہ اُس ساہوکار کی طرح جس کا روزنامچہ اور بہی کھاتہ بوجہ صریح تناقض اور مشکوکیت کے پوشیدہ حال کو ظاہر کر رہا ہو۔ ہر چہار انجیلوں سے وہ کارستانی ظاہر ہو رہی ہے جس کو انہوں نے چھپانا چاہا تھا۔ اسی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں غور کرنے والوں کی طبیعتوں میں ایک طوفان شکوک پیدا ہو گیا ہے‘‘ (ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جوابات صفحہ ۵۴-۵۶)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:۔

’’اس کی تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کب اور کس وقت یہ باتیں انجیلوں میں ملائی گئی ہیں اگرچہ عیسائیوں کا اقرار ہے کہ خود انجیل نویسوں نے یہ باتیں اپنی طرف سے ملا دی ہیں۔ مگر اس عاجز کی دانست میں یہ حاشیے آہستہ آہستہ چڑھے ہیں اور جعلساز مکار پیچھے سے بہت کچھ موقعہ پاتے رہے ہیں۔ ہاں مستقل طور پر کئی جعلی کتابیں جو الہامی ہونے کے نام سے مشہور ہو گئیں حضرات مسیحیوں اور یہودیوں نے اوائل دنوں میں ہی تالیف کر کے شائع کر دی تھیں۔ چنانچہ اس جعلسازی کی برکت سے بجائے ایک انجیل کے بہت سی انجیلیں شائع ہو گئیں۔ عیسائیوں کا خود یہ بیان ہے کہ مسیح کے بعد جعلی انجیلیں کئی تالیف ہوئیں جیسا کہ منجملہ ان کے ایک انجیل برنباس بھی ہے۔ یہ تو عیسائیوں کا بیان ہے مگر میں کہتا ہوں کہ چونکہ ان انجیلوں اور اناجیل اربعہ مروجہ میں بہت کچھ تناقض ہے۔ یہاں تک کہ برنباس کی انجیل مسیح کے مصلوب ہونے سے بھی منکر اور مسئلہ تثلیث کے بھی مخالف اور مسیح کی الوہیت اور ابنیت کو بھی نہیں مانتی اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی صریح لفظوں میں بشارت دیتی ہے۔ تو اب عیسائیوں کے اس دعوے بے دلیل کو کیونکر [illegible] کیا جا[illegible] انجیلوں کو انہوں نے رواج دیا ہے وہ تو سچی ہیں اور جو اُن کے مخالف ہیں وہ سب جھوٹی ہیں۔ ماسوا اس کے چونکہ عیسائیوں میں جعل کی اس قدر گرم بازاری رہی ہے کہ بعض کامل استادوں [illegible] پوری پوری انجیلیں بھی اپنی طر[illegible] [illegible] بنا[illegible]

قوم میں انہیں شائع کر دیا اور ایک ذرہ پردوں پر پانی پڑنے نہ دیا۔ تو کسی کتاب کا محرف مبدل کرنا ان کے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ پھر جبکہ یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مسیح کے زمانے میں یہ انجیلیں قلمبند نہیں ہوئیں بلکہ ساٹھ یا ستر برس مسیح کے فوت ہونے کے بعد یا کچھ کم و بیش باختلافِ روایت اناجیل اربعہ کا مجموعہ دنیا میں پیدا ہوا تو اس سے ان انجیلوں کی نسبت اور بھی شک پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس کا ثبوت دینا مشکل ہے کہ اس عرصہ تک حواری زندہ رہے ہوں یا ان کی قوتیں قائم رہی ہوں۔ اب ہم سب قصوں کو مختصر کر کے ناظرین کو یہ یاد دلاتے ہیں کہ اس بات کا عیسائیوں نے ہرگز صفائی سے ثبوت نہیں دیا کہ بارہ انجیلیں تو جعلی ہیں اور وہ چار جن کو رواج دے رہے ہیں جعل اور تحریف سے مبرا ہیں بلکہ وہ ان چاروں کی نسبت بھی خود اقرار کرتے ہیں کہ وہ خالص خدا تعالیٰ کا کلام نہیں اور اگر وہ ایسا اقرار بھی نہ کرتے تب بھی انجیلوں کے مغشوش ہونے میں کچھ شک نہیں تھا کیونکہ اس بات کا بارِ ثبوت ان کے ذمہ ہے جس سے آج تک وہ سبکدوش نہیں ہو سکے کہ کیوں دوسری انجیلیں جعلی ہیں اور یہ جعلی نہیں۔" (ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جوابات۔ حاشیہ ص۳۳)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کی مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ایک ایسا ردی ذخیرہ ہے جو نہایت قابلِ شرم ہے یہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھہراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن کے قریب ہیں جعلی ہیں مگر محض گمان اور شک کی رُو سے نہ کسی محکم دلیل پر اس خیال کی بنا رہے۔ چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اس لئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں اس لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کی تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریوں نے وہ تمام کتابیں جن کو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکبادی کے طور پر نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے۔" (چشمۂ مسیحی ص۵)

نیز حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"مَیں نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ پادری صاحبان

کا ایک بڑا محقق شمد نام کہتا ہے کہ یوحنا
کی انجیل کے سوا باقی تینوں انجیلیں جعلی
ہیں اور مشہور فاضل ڈاڈویل ان تحقیقات
کے بعد لکھتا ہے کہ دوسری صدی کے وسط
تک ان موجودہ چار انجیلوں کا کوئی نشان
دنیا میں نہ تھا۔ سیمرل کہتا ہے کہ موجودہ عہدنامہ
یعنی انجیلیں نیک نیتی کے بہانے سے مکاری
کے ساتھ دوسری صدی کے آخر میں لکھی گئیں
اور ایک پادری ریولسن نام انگلستان کا
رہنے والا کہتا ہے کہ متی کی یونانی انجیل
دوسری صدی مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے
لکھی تھی جو یہودی نہ تھا اور اس کا ثبوت یہ
ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں اس ملک کے
جغرافیہ کی بابت اور یہودیوں کی رسومات
کی بابت ہیں عیسائیوں کے محققین اس بات
کے بھی مقر ہیں کہ ایک عیسائی اپنے مذہب کے
رو سے انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا اور نہ
تجارت کر سکتا ہے کیونکہ انجیل میں ابر پھنے اور
کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

(کتاب البریہ ص۶۸)

اناجیل میں جو تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں یا اب
ہو رہی ہیں ان کے متعلق یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ
متن میں سے بعض ایسی عبارتیں حذف کر دی گئی ہیں کہ
جن پر پہلے عیسائیوں نے اعتقادی اور اخلاقی
بنیادیں قائم کی تھیں یا جو حضرت مسیح ناصری کی
اخلاقی حالت پر ایک دھبہ سے کم نہ تھیں۔ جہاں تک
بائبل کے متن میں تبدیلیوں کا سوال ہے اس نے
عیسائی محققین کو بھی خاصہ پریشان کر رکھا ہے۔ امریکہ
کے رسالہ TIME (31.8.1962) کے نامہ نگار
نے out with the old (پرانی
باتوں کو نکال باہر کرو) کے عنوان سے لکھا۔

"یوں معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے نئے
ترجمے ہر سال شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں
اب ایک بنیادی انگریزی میں بائبل ہے ایک
نظم میں ایک وہ جو ایسی نثر میں ہے جسے
یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ میرے سامنے ایک
بلی ہے (یعنی نہایت سادہ نثر) ایک ریڈرز
ڈائجسٹ جیسی انگریزی میں لیکن نیو انگلش بائبل
جو برطانیہ کے پروٹسٹنٹ تیار کر رہے ہیں کوئی
ایسی ویسی کوشش نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہایت
سنجیدہ کوشش ہے اس امر کی کہ بالکل صحیح
بائبل لوگوں کے ہاتھوں میں دی جائے۔"

اس رسالہ نے اپنی ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت
میں لکھا:-

"یسوع کے سوانح حیات کو تاریخی حیثیت
سے ضابطۂ تحریر میں لانے کا مسئلہ اس لئے
سب سے زیادہ مشکل ہے (اور یہ مشکل ڈیوڈ فریڈرک
سٹراس (David Friedric
Straus) 1835 سے لیکر البرٹ شوشیزر تک
جوں کی توں رہی ہے) کیونکہ مسیح کے مرکزی اٹھنے

۰ کی تفاصیل تمام اناجیل میں خاصے اختلاف کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ Bultmann تو کہتے ہیں کہ ہر گز جی اٹھنا کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ شوئیزر نے مسیح کے مرکر جی اٹھنے اور قبر کے خالی ہونے سے صاف انکار کیا ہے۔"

TIME ہی نے ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لکھا کہ ہر وہ شخص جو بائبل کا حوالہ دینا چاہے اسے ہمیشہ یہ مشورہ دیا جانا چاہیئے کہ حوالہ والی آیت کو کم از کم دو دفعہ چیک کرے کیونکہ آج کل بائبل کو modernise کرنے کے جوش میں جو ایڈیشن چھپ رہے ہیں ہو سکتا ہے ان میں سے وہ آیت نکال دی گئی ہو۔ گزشتہ ہفتہ بدلتی ہوئی بائبل کے دو مزید ایڈیشن منصۂ شہود پر آئے ہیں۔

نیو انگلش بائبل کے چیئرمین نے ترجموں کے سلسلہ میں ایک نہایت دلچسپ بات کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ متعدد ترجموں سے کچھ پریشان نظر آتے ہیں لیکن ہر سو سال کے بعد زبان میں خاصی تبدیلی آجاتی ہے اور اس تبدیلی کے پیش نظر نئے ترجمہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔

جب میں نے یہ بات پڑھی تو مجھے خیال آیا کہ عیسائی تو ایک لمبے عرصہ کے بعد بائبل کی لفظی حفاظت کے لئے ہر سو سال بعد ترجمہ کے قائل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور قرآن کریم کی معنوی حفاظت کے لئے گزشتہ چودہ سو سال میں یہ انتظام کئے رکھا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے ہیں۔

میرے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو شروع میں عیسائیوں کو انجیل لکھنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ جب انجیل لکھی جانے لگی تو ہر کہ ومہ نے اس موضوع پر قلم اٹھانا شروع کر دیا اور مارکیٹ میں بیسیوں انجیلیں آگئیں۔ یہ تمام اناجیل کسی نہ کسی رنگ میں ایک دوسری سے مختلف تھیں اور بعض امور میں واقعاتی طور پر بھی ایک دوسری سے اختلاف رکھتی تھیں۔ چار سو سال تک یہ فیصلہ نہ ہو پایا تھا کہ عیسائیوں کی کتاب مقدس میں کونسی اناجیل شامل ہوں گی۔ اس غیر یقینی کے علاوہ یہ بات بھی نمایاں رہی کہ ہر انجیل کو دوبارہ اور سہ بارہ لکھتے وقت اس میں کمی یا زیادتی کی گئی۔

اصل مسودات اوائل میں ہی ضائع ہو گئے تھے اس سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ موجودہ مروجہ اناجیل کس حد تک اصل مسودات سے ملتی ہیں اور کس حد تک مختلف ہیں۔ اناجیل میں تبدیلی کا عمل اس شدومد سے جاری ہے کہ عیسائی خود حیران ہیں کہ کس ایڈیشن کو رکھیں اور کس کو چھوڑ دیں۔

ان جملہ امور کے پیش نظر صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ اناجیل کی تاریخی حیثیت نہایت غیر مستند ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ﴿

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گورداسپور کی عدالت میں دلداری کی ایک لطیف مثال

(از جناب چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے)

روایت اور سنو اک مہدیٔ دوراں کی سیرت کی[1]
کیا کرتے ہیں باتیں لوگ رُوحانی اخوّت کی

سناتے ہیں مسیح پاکؑ کے اک خادم مخلص
کہ تھے وہ اوجلہ کے نام تھا عبد العزیز اُن کا

حضور پاکؑ کی صحبت تھی یا دل کی غذا میری
مدد اکثر کیا کرتا تھا خود میرا خُدا ۔ میری

حضورؑ اک مرتبہ گورداسپور کی اک عدالت میں
گئے تشریف لے کے اک مقدمے کی شہادت میں

احاطے میں تھا جامن کے گھنے انبار کا سایہ
مسیح پاکؑ تھے ! ابر گوہر بار کا سایہ

وہیں جامن کے سائے میں کئی احباب بیٹھے تھے
یہ پروانے حضورِ شمع عالمتابؑ بیٹھے تھے

[1] سیرت المہدی حصہ سوم۔ روایت ۹۰۰

فدائی بھی تھے اس مجلس میں مخلص بھی۔ مخیّر بھی
مؤقر بھی معظّم بھی۔ مقدّم بھی۔ مؤخر بھی
اس عالم میں کہ محوِ گفتگو تھے حضرت والا
کہیں سے لے کے کوئی دوست آئے دودھ کا پیالہ
مَیں اِک کونے میں تھا لیکن نظر تھی رُوئے انور پر
تبرک کی تمنّا کروٹیں لیتی تھی رہ رہ کر
خیال آتا تھا مجھ کو شوق کی بے دست و پائی کا
حضورِ حُسن ـــ عشقِ بے نوا کی بے نوائی کا
کہاں مَیں اور کہاں تسکینِ ذوقِ دل کے کاشانے
بہت آگے تھے مجھ سے شمعِ دلداری کے پروانے
مَیں دل ہی دل میں کہتا تھا، پیام آئے تو کیوں آئے
مَیں عاصی ہوں مرے لب تک یہ جام آئے تو کیوں آئے
مگر یہ کیا؟ ـــ رُخِ تقدیر پر کیسا یہ رنگ آیا
کہ دو اِک گھونٹ پی کر میرے آقا نے یہ فرمایا
"میاں عبد العزیز! آگے بڑھو ہرگز نہ شرماؤ
تمہارا ہے یہ حصہ بے تکلف اس کو پی جاؤ!"
تحیّر میں تھا دل۔ کیا مہربانی یوں بھی ہوتی ہے
مقدر کی طرف سے مہربانی یوں بھی ہوتی ہے

عیسائیت انکشافاتِ جدیدہ کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور)

پہلی صدی عیسوی میں ارضِ کنعان کے یہودی تین بڑے فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ فریسی، صدوقی اور اسینی۔ اسینی فرقہ صوفیا کا تھا جو کہ ہیکل کے نظام سے بالکل الگ تھلگ رہتے۔ یہ لوگ کاہنوں کے خاندان یعنی آلِ عمران سے تھے تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ان کا مطمحِ نظر تھا۔ ان کا مرکز وادیٔ قمران کے غاروں کے علاقہ میں تھا۔ ویسے قریہ قریہ یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ جو کچھ کماتے بیت المال میں جمع کرا دیتے۔ وہاں سے مشترکاً ان کی ضروریات پوری ہوتیں۔ اس فرقہ کے لوگ یوں تو شادیاں بھی کرتے لیکن حالات کی ناسازگاری کے باعث عام طور پر شادی سے اجتناب کرتے۔ وہ لوگوں کے بچوں کو اپنا سے پالک بنا لیتے۔ ان کی تعلیم و تربیت میں منہمک ہو جاتے۔ حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام اسی فرقہ میں پروان چڑھے۔ وادیٔ قمران کے جامعہ میں تعلیم حاصل کی اور انہی صالحین میں سے اُبھرے اور نبی بن کر مبعوث ہوئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے وادیٔ قمران کے قرب و جوار میں بپتسمہ دینا شروع کیا

اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام جو کہ خالہ کی طرف سے ان کے قریبی عزیز تھے گلیل میں تھے وہ گلیل سے بپتسمہ لینے کے لئے آئے۔ بپتسمہ کے دوران کشفی نظارہ میں ــــ رُوح القدس کا نزول ہُوا۔ آسمان سے رُوح القدس کی آواز سُنائی دی :-

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ آج کے دن یہ مجھ سے پیدا ہُوا۔" (لوقا $\frac{3}{22}$ حاشیہ ریوائزڈ سٹنڈرڈ ورشن)

اس طرح رُوح القدس کے بطن سے مسیحا کی رُوحانی اور معنوی ولادت ہوئی اور حضرت مسیح مامورِ زمانہ بن کر مبعوث ہوئے۔ شروع میں اخوت اسینیہ کے کچھ برادرانِ طریقت آپ پر ایمان لے آئے۔ ان لوگوں نے پہلے حضرت یحییٰ کو مانا اور پھر ان کے توسط سے وہ مسیحا کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ یہ لوگ حواریین کہلائے۔

فریسی اور صدوقی ان دونوں پیغمبروں کے مخالف ہو گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس راہ میں اپنا سرِ تن سے جدا کرانا پڑا۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام

کے خلاف سازشوں کا جال بچھایا گیا۔ بغاوت اور ارتداد کا الزام لگا کر اس کو تختۂ دار تک پہنچایا گیا۔ صلیبی موت سے معجزۃً اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ سکتہ کے عالم اور قوما کی حالت میں آپؑ صلیب سے اتار لئے گئے۔ حکیم حاذق نقادیمس نے جو کہ خود اخوتِ ایسینیہ کا ایک رکن تھا کچھ ایسے تیر بہدف نسخے استعمال کئے کہ تیسرے دن غار نما قبر میں آپ نے آنکھیں کھول دیں صحتیاب ہونے پر اٹھارہ ماہ تک ارض کنعان میں رہے۔ آپؑ مختلف جگہوں میں پناہ لیتے اور مخفی زندگی بسر کرتے رہے۔ حواری اور اخوتِ ایسینیہ کے ممبر آپؑ کو ملتے رہے۔ اس دوران بہت سے ایسینی برادرانِ طریقت جو قریب پانچ سو کے تھے آپؑ پر ایمان لے آئے۔ کاہنوں کو علم ہو چکا تھا کہ ان کا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ وہ دوبارہ گرفتاری کے لئے کوشاں ہوئے۔ پولوس ایک گارد لے کر آپؑ کو گرفتار کرنے کے لئے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق کے قریب اس نے ایک کشفی نظارہ دیکھا اور یہ آواز سنی کہ "اے ساؤل تو کب تک مجھے دکھ دیتا رہیگا" اس کا دل لرز گیا۔ اعصابی انتشار کے باعث وقتی طور پر اس کی نظر بند ہو گئی۔ اس نظارہ سے متاثر ہو کر وہ ایمان لے آیا۔

حالات یوماً فیوماً مخدوش ہو رہے تھے۔ وادیٔ قمران کے غاروں میں حضرت مسیحؑ پناہ گزیں تھے۔ اخوتِ ایسینیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ آپؑ کو ارض کنعان چھوڑ کر کہیں باہر چلے جانا چاہیئے۔ قرائن بتاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کنعان سے ارض حجاز میں داخل ہوئے۔ ان کی منزل مکہ معظمہ تھی۔ مدینہ سے باہر ایک پہاڑی پر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ وہاں سے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کی صداؤں کی گونج میں ارض حرم میں داخل ہوئے۔ حج کعبۃ اللہ سے فیضیاب ہوئے[1]۔ اس مقدس سفر سے واپسی پر دوبارہ ارض کنعان میں حواریوں کو ملے۔ اپنی والدہ کو ہمراہ لے کر اب اس قافلہ نے شمال کی طرف رُخ کیا۔ شام سے نکل کر ایڈیسہ اور نصیبین کی طرف روانہ ہوئے۔ فرات کے مغرب میں رومن حکومت کا دَور دَورہ تھا اور مشرق میں پارتھی حکومت۔ ظاہر ہے کہ صلیبی حادثہ سے بچ کر حضرت مسیح علیہ السلام رومی حکومت میں زیادہ دیر نہیں رہ سکتے تھے۔ یہودی کاہن برابر آپ کی ٹوہ میں تھے۔ فرات عبور کر کے یہ قافلہ رومن حکومت کے دائرہ سے نکل گیا۔ ایڈیسہ اور نصیبین میں بہت سے یہودی آباد تھے۔ انہوں نے آسمانی چرواہے کی آواز

---

[1] طبری میں ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑی سے ایک کتبہ ملا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ حضرت مسیحؑ کی قبر ہے جو کہ بلادِ حجاز میں رسول بن کر آئے۔ اس کتبہ میں قُبّہ کو قبر پڑھ لیا گیا۔ قدیم سامی رسم الخط میں ر اور ہ کی مشابہت کی وجہ سے اشتباہ قرینِ قیاس ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام حج کعبۃ اللہ سے مشرف ہوئے۔ اسی طرح حواری بھی حج کے لئے آئے تھے۔

(اخبار المکۃ)

پر کان دھرا۔ سعید الفطرت اس کے گلّہ میں شامل ہو گئے۔ اب یہ قافلہ بابل یعنی ارضِ کربلا میں آکر رُکا۔ یہاں بھی جلا وطن یہودیوں کی نو آبادیاں تھیں ایک عرصہ تک عراق عرب کے مختلف علاقوں میں دشت پیمائی کرتے رہے۔ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں نے گلّہ بان کو پا لیا۔ بعض لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ یہاں سے آپؑ اپنی بھیڑوں کی تلاش میں ایران کی طرف روانہ ہوئے۔ افغانستان میں وادیٔ غندار کے علاقہ میں یہودیوں کی ایک پوری نو آبادی تھی۔ آپؑ افغانستان میں آئے۔ یہاں بسنے والے بنی اسرائیل ایمان لائے اور آپؑ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ یہاں سے نکل کر آپؑ ہندوستان کے شمال مغرب میں ہمالائی ممالک میں گھومتے رہے۔ ہمالہ دیش میں راجہ شالباہن سے آپؑ کی ملاقات ہوئی۔ آپؑ نے بتایا کہ اہلِ وطن نے مجھے ٹھکرا دیا۔ مَیں نے سرزمینِ کنعان کو خیرباد کہا اور اس ملک میں آگیا۔ میری تعلیم محبت، صداقت اور تزکیۂ قلوب پر مبنی ہے۔ اسی غرض کے لئے میرا نام "عیسیٰ مسیح" رکھا گیا۔ میرا نام "یوسا شافت" یعنی یوز آسف بھی ہے۔ یوز آسف کے نام سے آپؑ کشمیر میں داخل ہوئے۔ افغانستان کے بعد کشمیر میں سب سے زیادہ یہودی آباد تھے۔ وہ سب ایمان لے آئے۔ کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر میں آپؑ فوت ہو گئے۔ سری نگر میں آپؑ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک مقدس نبی، جو کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں ارضِ کنعان سے روانہ ہوا آج کشمیر کی خاک میں محوِ خواب ہے۔

آپؑ کی تعلیم کا مائدہ توحید، رسالت اور روح القدس کے خمیر سے گوندھا گیا۔ فی الجملہ انبیاء کی تعلیمات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی رُوح ایک ہے، سرِ مُو فرق نہیں لیکن آپؑ کی ہجرت کے بعد مغرب میں بعض ایسی بدعتیں پیدا ہوئیں جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شرک کی صورت اختیار کر گئیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام "رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ" تھے۔ پولوس اور بعض تابعین نے یہودیوں کی جانب سے مایوس ہو کر یونانیوں میں تبلیغ شروع کر دی۔ یونانی عیسائیت کی آغوش میں آنا شروع ہوئے۔ اب بہت سے مسائل پیدا ہوئے۔ تورات صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ یونانیوں کو تورات کی پابندی سے بڑی حد تک مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اس طرح عیسائیت کے دو حصے ہو گئے۔ ایک تورات کے تابع اور دوسرا تورات سے آزاد۔ دوسرے حصّہ کی سرداری پولوس کے حصّہ میں آئی۔ پولوس کے خطوط یونانی کلیسیا کے لئے لکھے گئے۔ عبرانی نسل کے عیسائی "یہودی مسیحی" کہلائے۔ ان کے امیر یعقوب حواری تھے۔ ان کا لٹریچر آرامی اور عبرانی زبان میں تھا۔ آرامی یہودیوں کی مادری زبان تھی اور عبرانی مذہبی۔ واقعۂ صلیب کے چند سال بعد متی حواری نے اپنی انجیل آرامی یا عبرانی

زبان میں مرتب کی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کلمات بھی اسی زبان میں جمع کئے گئے۔ چونکہ واقعہ صلیب کے بعد کے حالات کو کھلے طور پر قلمبند کرنا خطرات کو دعوت دینا تھا اسلئے "مخفی لٹریچر" پیدا ہوا۔[1] ان اسفارِ مخفیہ میں صلیبی حادثہ کے بعد حضرت مسیح کے حالات و تعلیمات کو پیش کیا گیا۔ اخوتِ اسینیہ نے جو کہ اوّلین "اصحٰب الکھف والرقیم" تھے، بہت سے صحائف مرتب کئے۔ جن میں علامتی زبان میں "فرستادہ صدق" (یا اسعاد صدق) کے حالات ضبطِ تحریر میں لائے گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام باکمال روحانی شاعر بھی تھے۔ ان کے مقدس کلام کو اسی اخوت نے درثمین کی شکل میں مرتب کیا۔ احتیاطاً یہ کی کہ لکھنے والے کا نام نہ آنے پائے۔ یہ کلام حضرت مسیح علیہ السلام کی گم شدہ انجیل کا ایک حصہ ہے۔ یہودی مسیحی حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات کے حامل رہے لیکن یونانی عیسائی اصل عیسائیت سے دور ہوتے گئے۔ پولوس کی وفات کے بعد اس کے شاگردوں نے اس کے نام پر کئی ایک خطوط تیار کرکے اس کی طرف منسوب کر دیئے۔ اس

[1] خطبات کلیمنٹائن میں لکھا ہے کہ ابتدائی عیسائی اپنی انجیل کو مخفی رکھتے تھے۔ پطرس نے کہا کہ ایک جھوٹی انجیل باہر پھیلا دی گئی۔ یہ انجیل ایک دھوکا باز نے پھیلائی مسیحی انجیل بھی مخفی طور پر تحریزی کر رہی ہے اور بدعات کو دور کر رہی ہے۔ (ڈکشنری آف کرسچین بیوگرافی از سمتھ جلد اوّل ص ۲۷۵)

طرح پولوس کے حقیقی اور غیر حقیقی خطوط خلط ملط ہو گئے بعد ازاں آرامی اور عبرانی لٹریچر کو بگاڑ کر یونانی اناجیل لکھی گئیں۔ یونانی کلیسیا کے خیالات، تعلیمات اور عقائد ان میں بھر دیئے گئے۔

قرن اوّل کے نصف آخر میں یہودیوں کی بغاوت کے جواب میں رومن فوجیں حرکت میں آگئیں۔ یہودی گلی گلی اور کوچے کوچے کے لئے لڑے۔ ہیکل کے احترام کے باوجود اس کی بربادی ناگزیر ہوگئی۔ یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ کئی لاکھ یہودی مارے گئے ان کے معابد تباہ ہوگئے۔ ان کا عبرانی لٹریچر چُن چُن کر ضائع کر دیا گیا۔ لاکھوں یہودی جلاوطن کر دیئے گئے۔ عبرانی صحائف کا پڑھنا لکھنا اور اشاعت ایک جرم تھا۔ اسی سانحہ کے دوران عبرانی نسل کے عیسائی یروشلم کو چھوڑ کر شرق اردن میں آگئے۔ اخوتِ اسینیہ کے اراکین نے اپنے صحائف کو غاروں میں بند کر دیا اور خود روپوش ہوگئے۔ کچھ وہاں سے بھاگ گئے۔ قیام امن کے بعد یہودیوں کا داخلہ ان کے مقاماتِ مقدسہ میں بند ہو گیا۔ "یہودی مسیحی" بھی لوٹ کر نہیں آئے۔ اس طرح مرکز سے اصل عیسائیت کا تعلق ٹوٹ گیا۔[1] البتہ یونانی نسل کے عیسائیوں پر کوئی خاص پابندی نہیں تھی انہوں نے واپس آکر یونانی لٹریچر کو دوبارہ مرتب کیا۔

1- The Archaeology of Palestine by W. F. Albright P. 242

پولوس کے خطوط اور یونانی اناجیل ان کا مذہبی
سرمایہ تھا۔ اس کو بنیاد بنا کر ترمیم و اضافہ کا عمل
شروع ہوا۔ یہودی مسیحی شام و حجاز اور فرات
کے پار ایڈیسہ میں پھلنے پھولنے لگے۔ فرات کے پار
آرامی زبان کی شاخ سُریانی کا دَور دَورہ تھا۔
سُریانی اناجیل مرتب ہوئیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام
کے عبرانی کلام کا سُریانی ترجمہ پیش کیا گیا۔ نظمیں،
مناجات اور کلماتِ مسیح سریانی کلیسیا کا سرمایۂ
افتخار تھا۔ ان کے عقائد بڑی حد تک درست
رہے مرورِ زمانہ کے ساتھ مغرب میں یونانی چرچ
اتنا مضبوط ہو گیا کہ سریانی کلیسیا بھی اس کے
اثر سے محفوظ نہ رہ سکی۔ سریانی کلیسیا رومن چرچ
کے تابع ہو گئی۔ اب یونانی اناجیل اور یونانی
لٹریچر کو سریانی میں ڈھال لیا گیا۔ اصل سریانی
لٹریچر کا پڑھنا پڑھانا جرم ہو گیا۔ رومنوں نے
عبرانی لٹریچر ضائع کیا تھا یونانی عیسائیوں نے
سریانی لٹریچر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ضائع کر دیا۔
چرچ کے احتساب سے جو حصہ بچ گیا وہ چھپا دیا
گیا۔ آج عبرانی لٹریچر وادیٔ قمران کے غاروں اور
سریانی لٹریچر آثارِ قدیمہ سے برآمد ہو رہا ہے۔
قبطی عیسائیوں کا لٹریچر مصر کے آثار سے ملا ہے
اور ابتدائی عیسائیوں کی تاریخ اور پس منظر کے
بجھے بجھے نقوش اجاگر ہو رہے ہیں۔

عیسائی عقائد کا ارتقاء

حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے
گئے۔ ابتدائی عیسائی اپنے مخفی صحائف میں یہ لکھتے
ہیں کہ ان کے آقا صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے،
وہ موت سے مشابہ صلیب سے اتار لئے گئے۔ اٹھارہ
ماہ تک حواریوں کو مخفی طور پر ملتے رہے۔ پطرس، یعقوب
اور یوحنا کو پیش آمدہ حالات کے لئے آپ نے تیار
کیا۔ عبرانی نسل کے شاگردوں کی رُوحانی تربیت کی۔
اور خود تین مریم نامی خواتین کے ہمراہ سفر پر روانہ
ہو گئے۔ حواریوں نے پوچھا آپ کے بعد ہمارا امیر
کون ہو گا؟ فرمایا یعقوب۔ کیونکہ وہ لولاک کی
شان کا حامل ہے۔ یہ سب باتیں قرونِ اولیٰ کے قبطی
صحیفوں میں درج ہیں۔ جو کہ مصر کے آثار سے
دستیاب ہوئے

اظہارِ حق میں مشکلات

تورات میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا
جائے گا۔ مصلوب لعنتی اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے
دُور ہوتا ہے۔ اس کا رفع نہیں ہوتا۔ اس میں کلام
نہیں کہ یسوع صلیب پر چڑھائے گئے۔ عیسائیوں
کے پاس اس کلنک کے داغ کو دُور کرنے کے لئے دو
جواب تھے۔ پہلا یہ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت
نہیں ہوئے وہ صلیب سے بچائے گئے۔ ظاہر ہے
کہ رومن حکومت میں اس قسم کا جواب پھانسی کا پھندا
اپنے گلے میں ڈالنے والی بات تھی۔ عبرانی عیسائی
رومن حکومت کے باہر یہی جواب دیتے رہے کہ
حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے لیکن رومن

حکومت میں وہ کھل کر بات نہیں کر سکتے تھے۔ رومن حکومت میں رہنے والے یونانی عیسائیوں نے دوسرا طریق اختیار کیا کہ مسیح مصلوب ہوئے، تین دن رات مرے۔ چونکہ وہ الوہیت سے معمور تھے وہ خود ہی زندہ ہو گئے اور آسمان پر چلے گئے۔ یہ عقیدہ جو کہ شروع میں عبرانی اور سریانی لٹریچر میں ناپید تھا یونانی اناجیل میں جگہ جگہ درج کر دیا گیا۔ اب پتہ لگا ہے کہ مرقس و لوقا کے آخر اور اعمال الرسل کے شروع میں صعود الی السماء کا واقعہ سراسر الحاقی ہے۔

تجسّم خدا کا عقیدہ

یہودیوں میں مسیحا کے متعلق یہ تصور پیش کیا گیا کہ اس کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔ تقدیر الٰہی میں وہ پیدائش عالم سے پہلے موجود تھا۔ سارا عالم ہی کے لئے معرضِ وجود میں آیا۔ شانِ لولاک کا یہ فلسفہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مقدسہ سے مختص تھا لیکن یونانی عیسائی سمجھ نہ سکے۔ ان کے ہاں یہ عقیدہ اس شکل میں آیا کہ یسوع وہ کلمۂ ازلی ہے جس کے وسیلہ سے ساری کائنات پیدا کی گئی۔ کاروانِ عقیدت یہاں پر رکا نہیں اب یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ یسوع اللہ تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی بلکہ خود خدا ہے۔ اس نظریہ کے لئے انجیل یوحنا کے پہلے ورق کو تغیر و تبدل کا تختہ مشق بنایا گیا۔ پولوس کے خطوط میں بھی اضافے ہوئے۔

ابنیّت مسیح

حضرت مسیح علیہ السلام نے گلیل سے آ کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بپتسمہ لیتے ہوئے ایک صدائے آسمانی سُنی گئی:۔

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ آج کے دن یہ مجھ سے پیدا ہوا۔"

یہ روح القدس کی آواز تھی۔ آبائے کلیسیا کہتے ہیں کہ عبرانی انجیل میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ انجیل لوقا کے نسخہ بیزائی میں آج بھی یہ الفاظ ملتے ہیں۔ یہ نسخہ قرونِ اولیٰ میں مرتب ہوا۔

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام روح القدس کے فرزند تھے۔ یہودی مسیحیوں کے لٹریچر میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح روح القدس کو اپنی "ماں" کہا کرتے۔ آپ نے بتایا کہ میری معنوی ولادت روح القدس کے بطن سے ہوئی۔ یونانی عیسائیوں نے پہلے تو یہ تحریف کی کہ اس آواز کو روح القدس کی بجائے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔ پھر صدائے آسمانی کو بایں الفاظ بدل دیا:۔

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس سے میں خوش ہوں۔"

اس طرح ابنیتِ مسیح کے عقیدہ کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اس میں کلام نہیں کہ کتاب مقدس میں انبیاء کو مجازی رنگ میں ابناء اللہ کہا گیا ہے۔ فرمایا اسرائیل میرا پلوٹھا بیٹا ہے۔ داؤد اور سلیمان ابناء اللہ

موسیٰ مانند خدا ہیں لیکن حقیقی بیٹے کا تصور سارے عہدِ عتیق میں کہیں نہیں ملتا۔

حضرت مسیح علیہ السلام "عبد اللہ" تھے نہ کہ ابن اللہ

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنا مقام ان الفاظ میں پیش کیا:۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○

انجیل میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ آپ ابن اللہ تھے۔ چونکہ اس خطاب میں دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں اسلئے اکلوتا بیٹا کہہ کر واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی بیٹا صرف ایک ہے اور وہ یسوع مسیح ہیں۔ (یوحنا ۱)

بیسویں صدی کے شروع میں ایک بہت بڑے عیسائی عالم نے جن کا نام Albert Schweitzer ہے یہ ثابت کیا کہ موجودہ عیسائی عقائد کا حضرت مسیح علیہ السلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ پولوس اور اس کے شاگردوں نے یونانی فلسفہ میں جب عیسائیت کو ڈھالا تو اس وقت ایک نئی عیسائیت نے جنم لیا۔ صدیوں کے ارتقاء کے بعد موجودہ شکل میں وہ دنیا کے سامنے آئی۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ حضرت مسیحؑ کا صحیح مقام کیا ہے۔ ان کے نزدیک انبیائے بنی اسرائیل کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام ایک پیغمبر تھے۔ اسی مکتبِ فکر میں ایک بہت بڑے عالم پیدا ہوئے۔ ان کا نام Charles Guignebert ہے۔ انہوں نے ایک ضخیم کتاب "Jesus" کے نام سے لکھی ہے۔ یہ کتاب فرانسیسی زبان سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے ابن اللہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ خطاب پولوس نے دیا۔ انجیل کے وہ حوالے جن میں ابن اللہ کہا گیا ہے پولوس کی عیسائیت کا نتیجہ ہیں۔ یہودی نسل کے عیسائی آپ کو "عبد یہواہ" کہتے تھے۔ یعنی عبد اللہ۔ حضرت مسیح عبد اللہ تھے نہ کہ ابن اللہ۔ عبد کے معنے چونکہ بچہ کے بھی ہیں اسلئے یونانی میں عبد اللہ کو ابن اللہ بنا دینا آسان تھا۔ حضرت مسیحؑ کا اصل دعویٰ رسالت کا تھا دوسرے اسرائیلی پیغمبر بھی عبد یہواہ کہلاتے تھے۔ یہی نام حضرت مسیحؑ نے اختیار کیا۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے نزدیک سارے انبیاء ابناء اللہ اور عباد اللہ تھے (یوحنا) انہی معنوں میں آپ عبد اور ابن تھے۔ خدا کے اکلوتے یا حقیقی بیٹے کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

تثلیث فی التوحید

قرونِ اولیٰ کے عیسائی باپ، بیٹا اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ پاتے تھے۔ مشرک قوموں میں کوئی نہ کوئی تین دیوتا تھے جن کی تثلیث بنتی

تھی۔ اس کے جواب میں ابتدائی عیسائیت نے ایک مقدس تثلیث دنیا کے سامنے پیش کی۔ مشرک قومیں جب عیسائی ہوگئیں تو انہوں نے اس مقدس تثلیث کو موجودہ تثلیث اقنوم ثلاثہ میں بدل دیا۔ توحید کو بھی چھوڑنا مشکل تھا۔ اسلئے تثلیث فی التوحید کا عقیدہ پروان چڑھا۔ انجیل میں اس عقیدہ کی تائید میں کوئی آیت نہیں تھی۔ یوحنا کے خط میں تثلیث فی التوحید پر مبنی ایک آیت داخل کر دی گئی جو کہ سراسر جعل ثابت ہو چکی ہے۔ اب انجیل کے متن سے خارج کر دی گئی ہے۔

کفارۃ المسیح

یہودی صحف میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ایک "عبدِ حقیقی" مبعوث ہوگا۔ وہ قوم کے لئے اتنے دکھ اٹھائے گا کہ ان کے گناہ کا فور ہو جائیں گے جس طرح اخلاص سے قربانی دینے والے کے گناہ برّہ اٹھا لیتا ہے، اسی طرح وہ قوم کے گناہ اٹھا لے گا۔ اس خوبصورت تمثیل کو عیسائیوں نے سمجھا نہیں۔ انہوں نے یسوع کو قربانی کا برّہ بنا دیا لیکن اس رمز کو پا نہیں سکے کہ یہ قربانی بالجبر تھی اور کافروں نے پیش کی مومنوں کو اس کا ثواب کیسے مل گیا؟ پھر موروثی گناہ کا عقیدہ پیش کیا گیا جس میں نفس زکیہ اور فطرتِ صحیحہ کی سراسر تذلیل ہے۔

الغرض ایک بار جادۂ توحید سے جب قدم اُکھڑا تو کاروانِ عیسائیت آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ قرونِ اولیٰ کے موحدین نے اس شرکِ عظیم کے خلاف آواز اٹھائی۔ دو سو سال تک بحث کا بازار گرم رہا بالآخر سیاسی حربے استعمال ہوئے۔ ان لوگوں کا گلا گھونٹ دیا گیا جو کہ کامل توحید یا ناقص توحید کے قائل تھے قسطنطین کے عیسائی ہونے پر نائیسہ کی کونسل نے پادریوں کی فہرستِ عقائد پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ باقی سب عقائد رد کر دیئے گئے۔ یوں بگڑی ہوئی عیسائیت سلطنتِ روما کا سرکاری مذہب بن گیا۔ مخالفین جلا وطن ہوگئے یا روح فرسا عذاب دیکر ختم کر دیئے گئے۔ اس کے بعد بھی کئی کونسلیں منعقد ہوئیں۔ مروجہ عیسائی عقائد کی توثیق کر دی گئی۔ پانچویں صدی میں مریم کو "خدا کی ماں" کا خطاب مل گیا۔ مریم کی تکریم اور اس کے نام پر دعاؤں کو خدا اور بیٹے کی پرستش کے بعد ثانوی درجہ حاصل ہو گیا۔ اس زمانہ میں جلا وطن عیسائیوں کے لئے عرب ملجا و ماویٰ تھا۔ بالآخر چھٹی صدی کے آخر میں سرزمینِ عرب میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ جور و ستم کے شکار عیسائی اسلام کی آغوش میں آنا شروع ہوئے۔ انہوں نے "وہ نبی" کو پا لیا جسے مسیحا، لولاک کی شان کا مالک، عبدِ حقیقی، روحِ حق کے نام دیئے گئے۔ قیصر و کسریٰ کی طاقتیں شکست کھا گئیں۔ بظاہر عیسائیت دب گئی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلیبی مذہب ایک دفعہ پھر اُبھرے گا۔ اس وقت میری اُمت میں امام المہدی مسیح بن کر آئے گا۔ وہ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دے گا۔ کسرِ صلیب کے بعد دنیا توحید سے معمور ہو گی۔ کلمہ اسلام بلند ہو گا۔ مذاہبِ باطلہ

کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

انیسویں صدی میں وہ بطلِ جلیل پیدا ہوا جس کی بعثت کی خبر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے "یکسر الصلیب" کے الفاظ میں دی تھی۔ اس کا مشن چونکہ محبت، پیار، گہری انسانی ہمدردی میں ڈوب کر اقوامِ عالم کے عقائد باطلہ کی اصلاح تھا اس لئے اس نے ایسے عقلی، نقلی اور آسمانی شواہد مہیا کئے جن کی روشنی میں عیسائیت کے حقیقی خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ یوماً فیوماً ایسے دلائل اور شواہد مہیا کرے گا کہ ابن مریم اور مریم کو الوہیت کے سنگھاسن سے اتار کر خدائے بلند و برتر کی حقیقی پرستش اس کی جگہ لے لے گی۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیحائے دوراں کی پیدائش کے ساتھ ہی تنقید اعلیٰ۔ Higher criticism کی تحریک یورپ میں پوری قوت سے بروئے عمل ہوگئی۔ بائیبل کے ہزاروں نسخے ڈھونڈ نکالے گئے۔ ان کی چھان بین ہوئی۔ مروجہ بائیبل کے متن کا مقابلہ و موازنہ ہوا۔ چرچ کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اس عظیم الشان تحقیق کے پیشِ نظر بائیبل پر نظر ثانی کرے۔ اس سے قبل ۱۶۱۱ء کا کنگ جیمس ورشن قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔ ۱۸۸۱ء میں نئے عہد نامہ پر نظر ثانی کا کام مکمل ہو گیا۔ اس کا نام ریوائیزڈ ورشن Revised Version رکھا گیا۔ اس کے حواشی پر نسخوں کے اختلافات نوٹ کی صورت میں دیدیئے گئے۔ اب پتہ لگا کہ اناجیل میں عیسائی عقائد پر مشتمل بعض عبارتیں متن کا حصہ نہیں ہیں بلکہ بعد میں داخل کی گئیں۔ تثلیث، الوہیت مسیح، صعود الی السماء۔ کفارۃ المسیح اور دوسرے عقائد پر مشتمل بعض آیات سراسر الحاقی ثابت ہوئیں۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ یہ آخری کوشش ہے سب نسخے مل چکے۔ اب مزید تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ لیکن انیسویں صدی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ پھر ترمیم کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کیونکہ اس دوران صحائف قدیمہ کے نئے خزانے مل گئے۔ ۱۹۴۶ء میں نئے عہد نامہ پر دوبارہ نظر ثانی کی گئی اب Revised Standard Version منصہ شہود پر آیا۔ اس ترجمہ میں ایک جرأت مندانہ قدم یہ اٹھایا گیا۔ کہ الحاقی عبارتیں متن سے خارج کر دی گئیں یا حواشی میں باریک ٹائپ میں دے دی گئیں۔ ۱۹۶۱ء میں پراٹسٹنٹ چرچوں نے پرانے نسخوں سے مقابلہ و موازنہ کے بعد عہد جدید کا ایک نیا ترجمہ کیا۔ یہ "نیو انگلش بائیبل" ہے اس میں مزید الحاقات کی طرف توجہ دلائی گئی۔ خصوصاً انجیل یوحنا کے پہلے فقرہ اور پہلے ورق کے الحاقات۔ پیکس بائیبل کومنٹری کے جدید ایڈیشن میں علمائے بائیبل نے تسلیم کیا ہے کہ ۱۵۰۰ سال تک نئے عہد نامہ کا متن کلیسا کی دستبرد کا شکار رہا ہے۔ پہلے تیس ہزار اختلافات گنے گئے۔ اب تین لاکھ تک اختلافِ نسخ پہنچ چکے ہیں۔ ان تبدیلیوں میں سے بہت سی ایسی ہیں جو کہ مخصوص عقائد اور نظریات کے پیشِ نظر کی گئیں۔ (ص 585، 585a)

نئے عہد نامہ کے ہزاروں نسخوں کے علاوہ عیسائی صحائف کے بعض ایسے خزانے بھی ملے ہیں جو کہ دُور رس نتائج کے حامل ہیں۔ اور عیسائیت کی ابتدائی صورت سے ہمیں شناسا کرتے ہیں۔

سریانی مناجات

۱۹۰۹ء میں عیسائی عالم اینڈل ہیرس کو ایک سریانی صحیفہ ملا۔ جس میں ابتدائی عیسائیوں کی مناجات درج ہیں۔ ان مناجات میں نصاریٰ کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی دنیا سے مخاطب ہیں۔ ان مناجات میں مروجہ عیسائی عقائد کا ذکر ہم نہیں پاتے۔ حضرت مسیحؑ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے موت کے منہ میں سے بچا لیا۔ لوگوں نے مجھے مُردہ سمجھا۔ لیکن میں زندہ تھا۔ میں اپنے وطن سے نکل آیا۔ منتشر یہود میرے اردگرد جمع ہو رہے ہیں۔ یہ صحیفہ قرون اولیٰ کے عیسائیوں کی تحویل میں تھا۔

ناج حمادی صحائف

۱۹۴۵ء میں مصر کے آثار قدیمہ سے قرون اولیٰ کے باطنی فرقہ کے عیسائیوں کا لٹریچر کا خزانہ برآمد ہوا۔ ناج حمادی گاؤں کے کسان کھاد جمع کر رہے تھے۔ ایک عیسائی خانقاہ ان کے قدموں کے نیچے تھی بیلچے کی ضرب ایک قبر کھل گئی۔ اس میں ایک مٹی کا برتن پڑا ہوا تھا۔ اُسے کھولا گیا۔ تو اس میں قرون اولیٰ کے باطنی عیسائیوں کا لٹریچر ۴۹ صحیفوں کی صورت میں محفوظ تھا۔ بیشتر صحیفے قبطی رسم الخط اور زبان میں ہیں۔ ان صحائف میں حضرت مسیحؑ کے ۱۱۴ اقوال بھی ہیں۔ جن سے آپ کے عقائد اور تعلیم پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کا نام انجیل توما ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"خداوند باپ کی پہچان یہ ہے۔ کہ اُسے کسی عورت نے نہیں جنا۔"

"آسمان اور زمین تمہارے سامنے لپیٹ دیئے جائیں گے۔ لیکن جو حیّ و قیوم خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ نہ تو موت دیکھے گا۔ نہ خوف۔"

"جو شخص میرے منہ کے چشمہ سے پئے گا۔ وہ میں بن جائے گا۔ اور میں وہ۔ اور نہاں در نہاں اسرار اس پر کھولے جائیں۔"

ان صحائف سے پتہ لگتا ہے۔ کہ صلیبی حادثہ کے بعد مریم مگدلینی سے حضرت مسیحؑ نے شادی بھی کر لی تھی۔ اسے آپ کی رفیقہ حیات کہا گیا۔ انجیل فلپ میں صلیبی موت کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ عقیدہ کہ یسوعؑ مر کر زندہ ہو گئے تھے سراسر باطل ہے۔ انجیل توما میں ہے:۔

"حواریوں نے پوچھا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہیں دُور جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد ہمارا امیر کون ہوگا۔ فرمایا یعقوب کیونکہ اس مرد مومن میں لولاک کی شان پائی جاتی ہے۔"

انجیل فلپ میں ہے:۔

"تین مریم نامی خواتین ہمہ وقت یسوعؑ کے ساتھ چلتی رہیں۔ والدہ۔ رفیقہ حیات اور بہن۔ تینوں کا نام مریم تھا۔"

انجیل یعقوب میں لکھا ہے۔ کہ

"۱۸ ماہ تک واقعہ صلیب کے بعد آپ

شاگردوں کے ہمراہ تھے۔ ان کو روحانی
تعلیمات سے شناسا کیا۔ پطرس،
یعقوب اور یوحنا کو خاص طور پر تربیت
دی۔"

ان صحائف میں سے ابھی انجیل توما انجیل فلپ اور انجیل صدق شائع ہوئی ہیں۔ یعقوب کی انجیل اشاعت کے لئے تیار ہے۔ باقی صحائف کی اشاعت پر بہت سے انکشافات کی توقع ہے۔

صحائفِ قمران

ناج حمادی۔ انکشاف کے دو سال بعد یروشلم سے پندرہ میل مشرق میں وادی قمران کے غاروں سے صحائفِ بائبل، ایسینی نوشتے اور بالخصوص ایک فرستادۂ حق کے حالات اور اس کی نظموں کا مجموعہ ملا۔ عیسائی علماء پکار اٹھے کہ:

"ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے بعد عیسائیت
کے لئے یہ انکشاف سب سے بڑا چیلنج ہے۔"

یہودی بھی اس انکشاف سے سخت گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ مسوراتی متن تورات کی قطعیت ایسا مخدوش نظر آتی ہے۔ فرستادہ حق کی عبرانی نظموں اور متذکرہ بالا سریانی مناجات میں گہری مشابہت ہے۔ عبرانی اور سریانی نظموں کا مضمون بھی ایک ہے۔ دونوں میں لکھا ہے کہ میرے دشمن مجھے ذلت کی موت مارنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسفل السافلین سے بچا لیا میرا رفع کیا۔ دونوں میں قوم کی مخالفت اور اپنی ہجرت کا ذکر ہے۔ بہت سے

قرآن اس نظریہ کی تائید میں ہیں [illegible] سریانی نظمیں قطعی طور پر قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں کی ہیں۔ اسی طرح فرستادہ حق کی عبرانی نظمیں ان ایسینیوں کا مذہبی سرمایہ ہیں جو کہ عیسائی ہو گئے تھے۔ جو علماء اس نظریہ کے قائل نہیں وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ صحائف قمران نے عیسائیت کے پس منظر کو اجاگر کر دیا ہے ابتدائی عیسائی اسی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پرورش اسی خدا ترس گروہ نے کی۔ وہ انہی صالحین میں سے نبی بن کر مبعوث ہوئے۔

صحائف قمران میں فرستادہ حق کی تعلیمات بالکل وہی ہیں جو کہ قرآن حکیم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بیان کی ہیں توحید، صفات الٰہیہ کا والہانہ ذکر، اپنی بیچارگی، عجز اور بشریت پر زور، روح القدس [illegible] کفارہ کی بجائے اعمالِ صالحہ اور فضل خدا پر نجات کا موقوف ہونا۔ یہ سب تعلیمات موتیوں کی طرح ان صحائف میں بکھری [illegible] ہیں۔

استنبول کا صحیفہ

ابتدائی عیسائیوں کے [illegible] کیا تھے؟ حال ہی میں استنبول سے ایک صحیفہ ملا ہے [illegible] عبد الجبار نے دسویں صدی میں قرونِ اولیٰ سے ایک [illegible] ترجمہ عربی زبان میں کیا۔ یہ صحیفہ ان عیسائیوں کا [illegible] یعنی نصاریٰ کہلاتے تھے۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے [illegible] کہ حضرت مسیح علیہ السلام تورات کے تابع [illegible] پیغمبر [illegible] درجہ پولوس نے یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر بڑھا دیا۔ حالانکہ انبیاء کے عہد عتیق کی طرح وہ [illegible] ایک رسول اور نبی تھے بنی اسرائیل [illegible] مبعوث ہوئے۔ انہوں نے کوئی نئی شریعت

پیش نہیں کی بلکہ آپ تورات کی طرف دعوت دیتے تھے۔ ہیکل ان کا قبلہ تھا۔ سبت کے ماننے والے تھے۔ یسوع کے نزدیک یسوع کا پیغام صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا غیر قوموں کے لئے نہیں۔ اس صحیفہ میں حضرت مسیحؑ کے ایسے اقوال بھی درج ہیں جو کہ اناجیل میں مختلف طور پر درج ہیں۔ یا سرے سے درج نہیں۔

کوہ سینا کے نسخے

کتاب مقدس کے قدیم ترین نسخوں کا بہت بڑا خزانہ مقدسہ کیتھرائن کی خانقاہ میں سے ملا۔ یہ خانقاہ قرونِ اُولیٰ سے کوہ سینا کے دامن میں راہبوں کے دم سے آباد ہے اِس خانقاہ سے بائیبل کا قدیم ترین یونانی ترجمہ سبعینیہ ملا۔ اناجیل کے قدیم یونانی نسخے دستیاب ہوئے۔ اور یہیں سُریانی ترجمہ نئے عہدنامہ کا ملا۔ اسکے علاوہ بے بہا لٹریچر دستیاب ہو چکا ہے۔ ۱۸۴۴ء سے لیکر آج تک کوہ سینا میں کئی مہمیں بھیجی گئیں۔ کوہ سینا کا دامن کشادہ تھا۔ لوگ اپنی جھولیاں بھر بھر لائے۔ کوہ سینا کے علمی نوادر گوناں گوں ہیں۔ اب ایک امریکی مہم نے مائکروفلم پر باقیماندہ نوادر کو منتقل کر لیا ہے۔ یونانی سُریانی۔ عربی اور عبرانی دستاویزات سے انکی لائبریری بھری ہوئی تھی۔ سریانی اور یونانی انجیل کے نسخوں کی خصوصیت یہ ہے کہ سینائی اناجیل اربعہ میں حضرت مسیحؑ کے رفع الی السماء کا واقعہ آپ کو نہیں ملے گا۔ الوہیت مسیح۔ تجسم خدا اور تثلیث پر مشتمل بعض آیات ناپید ہیں۔ انہی پرانے نسخوں کے پیشِ نظر انجیل کے ترمیم شدہ تراجم شائع ہو رہے ہیں۔

کوہ ایتھاس کے نسخے

یونان میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ایتھاس نامی ہے جس میں عیسائی راہب آباد ہیں۔ اس جزیرہ میں کوئی عورت نہیں۔ حتیٰ کہ مادہ جانور بھی نہیں۔ صدیوں سے راہب چلتے ہیں۔ انہی کے دم قدم سے یہ جزیرہ آباد ہے۔ کوہ ایتھاس کی مناسٹری سے بھی انجیل کے قدیم نسخے ملے ہیں۔ ۱۸۸۲ء میں انجیل مرقس کا ایک ایسا نسخہ ملا جس میں لکھا ہے۔ کہ یسوع مر کر زندہ ہو گئے۔ پھر وہ گلیل میں چلے گئے وہاں سے مشرق میں ان کا ظہور ہوا۔ مغرب میں حواریوں نے ان کی تبلیغ کو پہنچایا۔

قاہرہ قدیم کا خزینہ

قاہرہ قدیم کے ہیکل عذرا کے مدفن میں لاکھوں اوراق پارینہ ملے ہیں۔ جن میں عبرانی۔ سریانی۔ یونانی اور عربی دستاویزات شامل ہیں۔ صحف بائیبل کے لاتعداد اوراق و قطعات دستیاب ہوئے۔ انیسویں صدی کا ایک عظیم الشان انکشاف ہے۔ جس کی مدد سے بائیبل کے متن کی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ بعض ایسے صحائف بھی ملے ہیں جن کے اصلی نسخے وادیٔ قمران کے غاروں سے برآمد ہوئے۔

ایک تازہ انکشاف

حال ہی میں شکاگو یونیورسٹی کی ایک مہم کو تیس ۳۰ صفحات پر مشتمل چمڑے کے طومار ملے ہیں۔ یہ طومار مصر

میں صحرائے نوبیہ کے قریب الویمبل اور وادی حلفہ کے وسطی حصہ سے دستیاب ہوئے۔ یہ صحیفہ ابتدائی مصری عیسائیوں کی زبان قبطی میں ہے۔ رسم الخط یونانی ہے۔ یہ طومار دراصل چہار دانگ عالم کے عیسائیوں کے نام ایک کھلے مکتوب کی صورت میں ہے۔ اس صحیفہ میں لکھا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کو ملتے رہے۔ اس دور کی تعلیمات اس صحیفہ میں درج ہیں۔ واقعہ صلیب کے بعد اپنے شاگردوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:-

"اندریاس! میرے قدموں پر نگاہ کرو۔ کیا یہ زمین کو نہیں چھو رہے۔ نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے کہ کسی روح کے نقوش زمین پر مُرتسم نہیں ہوتے (میں روح نہیں بلکہ حقیقی جسم کے ساتھ تم سے مخاطب ہوں)۔"

حواریوں نے بتایا کہ حضرت مسیحؑ سے ہماری کیا کیا باتیں ہوئیں۔ انہوں نے واقعہ صلیب کے بعد ہمیں کون کون سی نصائح کیں۔ اور تعلیمات سے نوازا۔

اس صحیفہ کے انکشاف کا ذکر ہمبرگ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے کیا ہے۔

(Weekend, Colombo, March 15, 1970)

اس تازہ تاریخی شہادت سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ صلیبی حادثہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بچا لئے گئے تھے وہ ایک عرصہ تک حواریوں کو ملتے رہے اور ان کے سینوں کو نور باطن سے معمور کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے سینے اناجیل بن گئے۔

مصر کے آثار سے نکلنے والے قبطی لٹریچر سے یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ قرون اولیٰ میں قبطی کلیسیا کے عیسائی پولوس کی عیسائیت کے تابع نہیں تھے۔ ان کے ہاں صلیبی موت پر مدار نہیں تھا۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فاتح صلیب سمجھتے۔ وہ صلیب کے بعد کی تعلیمات کے بھی حامل تھے۔

توحید کے علمبردار ابتدائی عیسائی

قرون اولیٰ میں عیسائیت دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک عبرانی نسل کے عیسائی تھے جو کہ توحید کے علمبردار اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو فرستادہ رسول مانتے تھے۔ تاریخ میں ان عیسائیوں کو یہودی مسیحی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کو سلسلہ ابیونیہ اور نصاریٰ بھی کہتے تھے۔

دوسرا گروہ غیر قوموں میں سے عیسائیت قبول کرنے والوں کا تھا۔ ابتداء میں اس گروہ کے عقائد کچھ ایسے بگڑے ہوئے نہیں تھے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ اس کلیسا کے پیرو یونانی فلسفہ کی روشنی میں شرک کی راہوں پر گشاں گشاں بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ اس گروہ نے نیقیہ کی کونسل سے جو کہ ۳۲۵ عیسوی میں منعقد ہوئی شدید مخالفت کے باوجود تجسم خدا۔ الوہیت مسیح اور تثلیث کے عقائد منظور کرا لئے۔ مخالفین کا سارا لٹریچر ضبط کر کے ضائع کر دیا گیا۔

ابتدائی عیسائیوں کے عقائد کیا تھے؟ آج آبائے کلیسیا کی تحریرات یا آثار قدیمہ سے نکلنے والے صحائف وہ

واحد ذریعہ ہیں۔ جس سے ان کے مسلمات پر روشنی پڑتی ہے۔

ابتدائی عیسائی جو کہ "یہودی مسیحی" تھے۔ اور نصرانی یا نصاریٰ کے نام سے موسوم ہوئے۔ ان کی مندرجہ ذیل دس خصوصیات آبائے کلیسیا کی تحریرات میں بیان ہوئی ہیں:-

۱۔ وہ ایک خدا کے قائل تھے۔ جس نے دنیا پیدا کی۔
۲۔ وہ صرف متی کی عبرانی انجیل کو مانتے تھے۔ جو کہ ان کی تحویل میں تھی۔
۳۔ وہ پولوس کی تعلیمات کو رد کرتے اور اسے شریعت سے منحرف سمجھتے تھے۔
۴۔ وہ ختنہ کراتے تھے۔
۵۔ وہ سبت کو مانتے تھے۔
۶۔ وہ شریعت کے مطابق یہودی طرز زندگی بسر کرتے تھے۔
۷۔ وہ یسوع کی بلا باپ پیدائش کے قائل تھے۔ (گو ان کا ایک گروہ یوسف نجار کو ان کا حقیقی باپ سمجھتا تھا)
۸۔ وہ یسوع کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔
۹۔ لیکن اس کو کلمہ ازلی اور خدا نہیں مانتے تھے۔
۱۰۔ وہ بعث بعد الموت کے قائل تھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

THE SEROLLS AND
THE NEW TESTAMENT
BY KRISTER STENDAHL
P. 293.

عبرانیوں کی انجیل کا ایک ورق

عبرانیوں کی گم شدہ انجیل کا ایک اقتباس آبائے کلیسیا کی کتابوں میں محفوظ رہ گیا۔ یہ واقعہ اناجیل میں بھی آیا ہے۔ لیکن عبرانیوں کی انجیل میں کچھ تفصیل ایسی ہے جو کہ اناجیل اربعہ میں نہیں آئی۔ واقعہ یوں ہے۔

ایک دوسرے دولت مند نے یسوع سے کہا۔ کہ میں کیا نیک کام کروں کہ زندہ رہوں۔ یسوع نے جواب دیا کہ شریعت اور نبیوں کی تعلیمات پر پورے طور پر عمل کر۔ اس نے کہا کہ یہ کام تو میں پہلے ہی سرانجام دے رہا ہوں۔ یسوع نے جواباً کہا کہ جاؤ اور وہ سارا مال و منال فروخت کردو۔ جو کہ تمہارے قبضہ میں ہے۔ اور رقم غرباء میں تقسیم کردو۔ اور میرے پیچھے میرے نقش قدم پر گامزن ہو جاؤ۔ دولت مند نے جب یہ سُنا تو اپنا سر کھجلانے لگا۔ اور اس نے اس بات کو ناپسند کیا۔ یسوع نے کہا۔ تم کس طرح کہتے ہو کہ تم شریعت اور نبیوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ جبکہ لکھا ہے۔ کہ تم اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت رکھو۔ اور سنو کہ بہت سے تمہارے بھائی جو فرزندان ابراہیم آج خاک آلودہ ہیں۔ اور بھوکوں مر رہے ہیں۔ اور تمہارا گھر اچھی چیزوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور ان میں سے کوئی چیز غرباء کی طرف نہیں جاتی۔

پھر یسوع نے شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہا:-

"اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا
دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل
ہونے کی بنسبت زیادہ آسان ہے"

اسی انجیل میں ایک دوسرا واقعہ ملاحظہ ہو:۔
واقعہ صلیب سے پیشتر یعقوب نے یسوع کے ساتھ جب آخری عشائے ربانی کی دعوت کھائی تو اس نے قسم اٹھائی۔ کہ جب تک میرا آقا ان لوگوں میں سے زندہ ہو کر واپس نہیں لوٹ آتا۔ جو کہ ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ میں اس وقت تک روٹی نہیں توڑوں گا۔ یسوع نے قبر سے نکل کر ململ کی اوڑھنی کاہن معظم کے ملازم کے حوالے کی۔ اور سیدھے یعقوب کے پاس پہنچے۔ اس کے سامنے ظہور فرما ہوئے۔ اور پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ کہ دسترخوان پر کھانا لگاؤ۔ جب لگ چکا تو اپنا ہاتھ بڑھایا۔ روٹی لی اسے برکت بخشی۔ لقمہ توڑا اور یعقوب کی طرف بڑھایا اور فرمایا:۔

"میرے بھائی اپنی روٹی کھاؤ کیونکہ
ابن آدم ان لوگوں سے اٹھ آیا ہے
جو کہ ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں"

عبرانیوں کی انجیل میں یوحنا سے بپتسمہ پانے کا ذکر بایں الفاظ ہے:۔

"جب یسوع بپتسمہ پا کر دریائے اردن
سے باہر نکلا۔ روح القدس کا پورا سراپا
آسمان سے اترا اور اس پر ٹھہر گیا۔
اور یسوع کو کہا۔
میرے بیٹے تمام نبیوں کی معرفت
میں نے تیری خبر دی۔ تیرے لئے
میں چشم براہ تھا۔ کہ تو آئے۔ اور
میں تجھ میں بسیرا کروں۔ پس تو میرا

قرار ہے۔ تو میرا اکلوتا بیٹا ہے"

اسی انجیل میں حضرت مسیحؑ کا ایک کشف بایں الفاظ لکھا ہے:۔

"ابھی یوں ہوا۔ کہ میری ماں یعنی
روح القدس نے میرے سر کے بالوں
میں سے ایک بال کو پکڑا۔ مجھے
اٹھایا اور کوہ عظیم طبور پر مجھے
رکھ دیا"

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موید من روح القدس تھے۔ وہ روح القدس کے فرزند تھے۔ وہ روح القدس کو اپنی زبان میں امی کہا کرتے۔ وہ برملا کہتے ہیں کہ روح القدس میری ماں ہے جس کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس کا معنوی فرزند ہوں۔ یونانی اناجیل نے اس تصور کو پس پشت پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ کا براہ راست بیٹا بنا دیا۔ جہاں سے اس امت کی گمراہی کا آغاز ہوا۔ انجیل عبرانیہ کے مندرجہ بالا حوالے عیسائی عالم WESTCOTT نے اپنی کتاب INTRODUCTION TO THE STUDY OF THE GOSPELS (APPENDIX D) میں درج کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو

مواعظ کلیمنٹائن

یہودی مسیحیوں کی کتاب مواعظ کلیمنٹائن دوسری صدی کی ایک اہم تصنیف ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ پطرس لوگوں سے مخاطب ہوا اور اس نے کہا:۔

"۱۔ آدم جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے سنوارا نافرمان اور گناہ گار نہ تھا۔ اور نہ ہی نوح شراب پی کر بدمست ہوا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا میں سب سے بڑھ کر مقام صدق رکھتا تھا۔
تورات میں آدم کے گناہ کا قصہ خود ساختہ ہے وہ قابل قبول نہیں۔

۲۔ صحف بائیبل دراصل محرف دھوکہ ہو کر بگڑ گئے اور وہ تمام حوالے جو کہ اللہ تعالیٰ (اور اس کے نبیوں) کی شان کے خلاف ہیں وہ رد کر دینے کے قابل ہیں۔ کیونکہ وہ بناوٹ ہیں۔ کتاب مقدس کا حصہ نہیں ہیں۔

۳۔ جو شخص اس صادق نبی (یعنی یسوع مسیح) سے ایمان کی سند حاصل کر لیتا ہے وہ غیر یقینی باتوں اور شک و شبہ سے نکل کر یقین کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ یہ نبی جو بھی تعلیم دیتا ہے۔ وہ شک و شبہ سے بالا ہے۔

۴۔ عبرانی بائیبل کے بعض حصے حقیقی الہام ہیں باطل اضافہ اور انسانی دستبرد کا نتیجہ ہیں۔ ان الحاقی عبارتوں کو جانچنے کا معیار خدا تعالیٰ کے سچے نبی یسوع کے ماننے والوں ہی کے پاس ہے۔ وہی کتاب مقدسہ کے درست اور نادرست صحیح اور غلط متن میں تمیز کر سکتے ہیں۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات ستر بزرگوں کو زبانی یاد کروائی تھی۔ بعد میں جب اسے حیطۂ تحریر میں لایا گیا تو اس وقت شیطان نے اس میں غلطیاں داخل کروا دیں۔ تاکہ اس کے پڑھنے والوں کے دل اصل راہ سے بھٹک جائیں۔ وہ دخیل عبارتیں وہ ہیں جن میں خدا تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے متعلق نازیبا باتیں لکھی ہیں یہ تحریف و تبدل سادہ لوح اور ان پڑھ عیسائی سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں علماء کو یہ بات بتائی جا سکتی ہے۔"
(ڈکشنری آف کرسچین بیوگرافی از ولیم سمتھ زیر لفظ CLEMENTIVE)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل دو کتابیں ملاحظہ ہوں:-

1. THE SCROLLS AND NEW TESTAMENT BY STANDAHL
2. INTRODUCTION TO THE STUDY OF THE BIBLE BY WESTCOTT P. 449 - 450

ان انکشافات سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ قرآن حکیم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو تصویر پیش کی ہے وہ ہر پہلو سے مکمل اور حقیقی تصویر ہے، اناجیل کی تصویر میں یونانی رنگ آمیزی ہے۔ سچے خد و خال قرآن حکیم نے اجاگر کئے "جیزز ان قرآن" میں ڈاکٹر پیرنڈر نے جو کہ لنڈن یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے ریڈر ہیں اس امر کا برملا اظہار کیا ہے۔ کہ قرآنی حقائق کے پیش نظر عیسائی عقائد میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ اے کاش عیسائی دنیا وہی عقائد اختیار کر لے جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ابتدائی عیسائیوں نے دنیا کے سامنے پیش کئے ❊

پانچ سوالات اور اُن کے جواب

محترم راؤ محمد ایوب صاحب سالک ۔ مانگٹ براستہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے اپنے خط میں مندرجہ ذیل پانچ سوال کئے تھے کہ :-

۱۔ مولانا مودودی صاحب کے صاحبزادے حیدر فاروق مودودی آپ کے ہاں ربوہ میں آئے تھے ؟

۲۔ انہوں نے آپ سے مذہبی سمجھوتہ کیا ہے یا انتخابی معاہدہ ؟

۳۔ وہ اپنے مشن میں ناکام ہوئے یا کامیاب ؟

۴۔ جماعتِ اسلامی کے متعلق آپ کے تاثرات قبل از ملاقات اور بعد از ملاقات ؟

۵۔ تقریباً دو سال سے مملکتِ خداداد پاکستان میں اشتراکیت اور سوشلزم کی تائید و حمایت میں بڑی گرما گرمی ہو رہی ہے ۔ آپ کا مسلک کیا ہے ؟

خاکسار نے بذریعہ خط انہیں حسب ذیل جوابات بھجوائے ہیں :-

۱۔ جناب مودودی صاحب کے بیٹے مسٹر حیدر فاروق مودودی ربوہ میں آئے تھے ۔ میں نے خود اُن کو تبلیغ کی ہے ۔ ان کے بعض مذہبی سوالات کے جوابات دیئے ۔ ان کے ساتھ دارالضیافت میں چائے پی تھی ۔

۲۔ انہوں نے نہ ہم سے مذہبی سمجھوتہ کیا ، اور نہ انتخابی معاہدہ ۔ مذہبی جماعتیں تبلیغ کیا کرتی ہیں وہ ہم نے انہیں بھی کی ۔ ہماری جماعت سیاسی جماعت نہیں ہے ۔ ہمارے ساتھ انتخابی معاہدہ کا کیا سوال ہے ؟

۳۔ مجھے تو اُن کے کسی خاص مشن کا علم نہیں ۔ میں نے تو انہیں احمدیت کی تبلیغ کی ہے ۔ ان کے مشن میں ان کے کامیاب یا ناکام ہونے کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ۔ نہ مجھے اس بارے میں کوئی علم ہے ۔

۴۔ جناب مودودی صاحب کی جماعت کے بارے میں میرے تاثرات میرے ان مقالات سے ظاہر ہیں جو میرے رسالہ الفرقان میں شائع ہوتے رہتے ہیں ان تاثرات میں ملاقات سے کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ۔

۵۔ اشتراکیت اور سوشلزم کے بارے میں ہماری جماعت کا موقف نہایت واضح ہے ۔ یہ تحریکیں الحادی تحریکیں ہیں ۔ ہماری جماعت زندہ خدا کی

توحید کامل پر یقین رکھتی ہے اور قرآنی شریعت کو مکمل اور ناقابل نسخ شریعت مانتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھتی ہے۔ آئندہ کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو جاری و ساری مانتی ہے۔

ہماری جماعت روزِ اوّل سے اشتراکیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے۔ ہم اسے ایک دجالی تحریک سمجھتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہمارے سلسلہ کی طرف سے متعدد کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ اسلام کا اقتصادی نظام ایک معرکۃ الآراء لیکچر ہے۔ جو بصورت کتاب شائع ہو چکا ہے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات و بیانات میں اشتراکیت و سوشلزم کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ ہم تو حقیقی اسلامی نظام کے علمبردار ہیں۔ جو خلافت راشدہ کے رنگ میں ہے۔　　(ابو العطاء)

حاصل مطالعہ

چند ضروری یادداشتیں!

۱۔ اُمت کا متفقہ عقیدہ

جامعہ اہلحدیث کے صدر مدرس مولوی عبد الرشید صاحب اپنے تازہ کتابچہ ختم نبوت میں لکھتے ہیں:-

"اُمتِ محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے اور احادیث نبویہ میں اس کی تصریح ہے کہ مسیح موعود نبی ہیں۔"　　(ص۱۹-۲۰)

۲۔ کیا اُمت میں تابع نبی ہو سکتے ہیں؟

مولوی عبد الرشید لکھتے ہیں:-

(الف) "ایک وقت میں دو نبیوں کا ہونا۔ ایک کا امام ہونا اور دوسرے کا تابع ہونا ممتنع نہیں۔"
(کتابچہ ختم نبوت ص۲۴)

(ب) "حضرت موسیٰ علیہ السلام اصل صاحبِ شریعت امام تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے تابع اور خلیفہ تھے۔"　　(ص۲۵)

(ج) "حضرت ابراہیم علیہ السلام اصل صاحبِ شریعت اور امام تھے اور حضرت لوط علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے انکے تابع تھے۔"　　(ص۲۵)

(د) "اصل صاحبِ شریعت اور امام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے خلیفہ، وزیر اور تابع ہوں گے۔"* (ص۲۵)

(ھ)* "شریعت موسوی کے تابع کئی رسول مبعوث کئے گئے۔"　　(ص۲۸)

سارے اقتباسات پر نظر کرنے سے عیاں ہے کہ اُمت میں تابع اُمتی نبی کا آنا ممکن ہے بلکہ ضروری ہے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعتِ محمدیہ کی فضیلت ظاہر ہو۔

شذرات

(۱) مدیر چٹان کے نام ایک احمدی نوجوان کا خط

جناب شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ ایک نوجوان پرویز اختر آف شیخوپورہ نے ان کو لکھا ہے کہ :-

"آپ کے خلاف کسی قادیانی نے کبھی وہ کلمات استعمال نہیں کئے جو ہزاروی گروپ ملک بھر میں استعمال کر رہا ہے جو کچھ ترجمان اسلام نے لکھا جس طرح غلام نبی جانباز نے زبان کھولی - جو کچھ ضیاء القاسمی کہہ رہا ہے مفتی محمود نے جگہ بجگہ آپ کے متعلق جس طرح بیان کیا۔ مولانا غلام غوث بالکل مسخروں کی طرح بولتے اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ خود ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے ـــــ آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ زبردست نقصان جو آپ نے احمدیوں کو پہنچانا چاہا اور جس طرح آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کہا یا لکھا کسی احمدی نے کبھی جواب میں مذکورہ بالا اشخاص کی زبان استعمال کی؟ وہ گندی نظمیں لکھیں جو ترجمان الاسلام میں چھپتی رہیں اور چھپ رہی ہیں؟ الفضل اور الفرقان ربوہ نے کبھی آپ کے متعلق کچھ لکھا؟ اور لکھا تو اس قسم کی زبان استعمال کی جو آپ کے یہ سابق رفقاء استعمال کر رہے ہیں اور اس فن میں استاد ہیں؟ اس کے باوجود آپ احمدیوں کے خلاف ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اپنے دل سے بغض نہیں نکالتے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اب آپ کو اعتراض ہے کہ ہم بھٹو کی ہمنوائی کیوں کر رہے ہیں یا ہمارے لوگ پیپلز پارٹی میں جا رہے ہیں؟ کیا پاکستان کے شہری کی حیثیت سے ہمیں کسی پارٹی میں شامل ہونے کا حق نہیں؟ جب بھٹو اس نفرت کو نہیں مانتے جو آپ لوگ پیدا کرتے ہیں اور احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر وہ اعتقاد نہیں رکھتے تو آپ ہمارا یہ حق کیوں چھینتے ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی میں شامل ہو جائیں؟ آخر ہم نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا۔ ریڈکلف کے سامنے چودھری ظفر اللہ خان پیش ہوئے۔ کشمیر کا مقدمہ چودھری ظفر اللہ خان نے یو-این-او میں سالہا سال لڑا۔ اس ملک کے اقتصادیات کو مستحکم کرنے میں ہمارا بہت بڑا حصہ ہے۔

آج بھی حضرت مسیح موعودؑ کے محب جگر حضرت ایم۔ایم۔احمد منصوبہ بندی کمیشن کے چیئرمین ہیں۔ پاکستان کی اکانومی کو بڑھانے اور اٹھانے میں ہم نے اپنی تعداد سے کئی سو گنا زیادہ حصہ لیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جوڑیاں کے مورچے پر کون گیا تھا؟ جہاد کشمیر کا آغاز کس نے کیا؟ وہ ہستی آج ربوہ کے بہشتی مقبرے میں آسودۂ خواب نہیں؟ کیا اس کا نام جنرل اختر ملک نہیں اور وہ ستمبر کی جنگ کا ہیرو نہیں تھا؟ کیا ملکی سیاست ہی ایسی چیز ہے کہ ہمارے لئے آپ کے نزدیک شجرِ ممنوعہ ہے؟ ہم بھٹو سے نہ ملیں تو ابوالاعلیٰ مودودی سے مل جائیں جو ہمیں دیکھنا ہی نہیں چاہتا؟ نصر اللہ خاں سے مل جائیں جو ہر جلسے میں ہمارے خلاف ٹھونگا مار جاتا ہے اور عطاء اللہ شاہ بخاری کا پروردہ ہے؟ جنرل سرفراز کا ساتھ دیں جس نے احمدیت سے اپنی لاتعلقی کو بکمال کرّ و فر پیش کیا حالانکہ احمدیت نے اس کا تعلق ہی نہیں تھا؟ کیا ممتاز دولتانہ پر بھروسہ کریں؟

کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کا معجزہ نہیں سمجھتے کہ احمدیت کے ان مخالفوں کو وہی غلام غوث اور مفتی محمود لتاڑ اور پچھاڑ رہے ہیں جنہوں نے ۱۹۶۸ء میں ختم نبوت کے مسئلہ پر اپنا اسٹیج آپ کی غدار کر دیا؟ پھر آپ رہا ہوئے تو آپ کو اسلام کا ہیرو بنا کر پیش کیا تھا۔ اقبال کا مصرعہ ہے کہ ع

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

خدا نے احمدیت پر میرے یقین کو اور پکا کر دیا ہے کہ جو لوگ احمدیت کے خلاف ہیں وہ غلام غوث کے لاؤ لشکر سے پٹ رہے ہیں۔ ہمارے کعبے کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اس صنم خانے کے برہمنوں سے کرائی ہے۔ المخلص پرویز اختر"

(چٹان لاہور ۲۳؍اگست ۷۰ء)

الفرقان۔ اگر مدیر چٹان نے یہ خط صحیح طور پر شائع کیا ہے محض سیاسی شعبدہ بازی نہیں تو اگرچہ اس میں اس احمدی نوجوان سے بعض معمولی تاریخی غلطیاں ہوئی ہیں مگر یہ خط بہت سے سوچنے والے خدا ترس لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ ہم اپنی طرف سے مزید کچھ کہنے کی بجائے صرف ان حقائق پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں جن کی طرف اس مخلص احمدی نوجوان کے خط میں اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ الموفق۔

(۲) جانباز مرزا اور مدیر چٹان کی رسید

جناب شورش کاشمیری صاحب نے احمدیت کے مشہور معاند غلام نبی جانباز مرزا کے متعلق "ایک

رسید لکھی تاکہ سند رہے" ہمارے قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں :-

"راقم الحروف سے بعض دوست جانباز مرزا نام کے مشہور احراری گویئے کی گندہ دہنی کا ذکر کرتے ہیں تو مسکرا کے ٹالنا پڑتا ہے۔ جس شخص کا نام لینے سے قلم کو متلی ہو اور زبان بے مزہ۔ ایسا شخص مخاطبت کے لائق ہی نہیں اس کی بہترین سزا یہ ہے کہ اس کو جوتے کی نوک پر رکھئے۔ کبھی ذکر نہ کیجئے۔ کتا بھونکتا یا کتا کاٹتا ہے تو یہ اس کی عادت ہے۔ انسان کتے پر بھونکے یا کاٹے تو یہ ہے خبر۔ جانباز مرزا نوٹ کرلیں۔ ہمارے نزدیک وہ لائق مخاطبت ہی نہیں۔ ایک مجہول الناس جو پڑھا لکھا ہی نہیں بلکہ اپنے دستخط بھی نہیں کر سکتا دعوئیں کا ایک مرغولہ ہے اور آج کا ذکر محض ایک رسید ہے جو لکھدی ہے تاکہ سند رہے !"

(چٹان ۳ر اگست ۱۹۷۰ء)

الفرقان - ہم نے اس "رسید" کو اسلئے نقل کر دیا ہے تاکہ شورش صاحب اور دوسروں کے لئے آئندہ بھی سند رہے۔

(۳) کالج کے پرنسپل اور چپڑاسی کا دلچسپ تقابل

پروفیسر احمد سعید صاحب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے دفاع میں لکھتے ہیں کہ :-

"قائداعظم اور تحریک پاکستان کی مخالفت احراریوں کی نیشنلسٹ علماء نے کی۔ سرخ پوشوں نے کی۔ خاکساروں اور کانگرسی مولویوں نے کی۔ اس وقت اسی قبیل کے لوگ نمایاں تھے۔ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے پاکستان کی مخالفت کرنے کی مثال ایسی ہی تھی جیسا کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں کالج کے پرنسپل کی اس کے چپڑاسی نے بہت مخالفت کی۔ جماعت اسلامی کی مخالفت کو خواہ اتنی اہمیت دی گئی ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت نے مخالفت ضرور کی لیکن مخالفت کی نوعیت کے بارے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اب جماعت اسلامی اگر اس حقیقت کو تسلیم کرلے کہ اس نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تو آخر کونسی قیامت آجائے گی !"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۷۰ء)

الفرقان - اس اقتباس میں کالج کے پرنسپل اور چپڑاسی کا تقابل خوب ہے مضمون نگار کا آخری مشورہ مودودی صاحب کے لئے خاص توجہ کے قابل ہے۔

(۴) شیعوں کا عقیدۂ امامت اور ختم نبوت

اہلحدیثوں کا رسالہ صحیفہ اہلحدیث کراچی لکھتا ہے :-

"شیعہ نقطۂ نظر کے مطابق امام وہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ ہو معصوم عن الخطاء ہو اور حامل وحی ہونے کا بھی دعویدار ہو۔ ظاہر

ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کی عین ضد ہے۔
لہٰذا ہم اور ہماری جماعت اس قسم کے عقیدے سے
اللہ کی پناہ پناہ مانگتے ہیں۔"
(صحیفہ اہلحدیث ۵؍ اگست ۱۹۷۰ء)

الفرقان - ہم اس اقتباس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

(۵) مودودی صاحب کو گولی مارنے کی تلقین؟

مدیر چٹان نے مولوی غلام اللہ خان آف ۔ راولپنڈی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔
"ملتان میں آپ نے یہاں تک فرما دیا کہ ابو الاعلیٰ مودودی کو گولی مار دو۔ پھر لوگوں سے ہاتھ اٹھوائے کہ گولی مارو گے؟ قاسم العلوم کے طلبہ نے کہا۔ ہاں۔" (چٹان ۱۰؍ اگست ۱۹۷۰ء)

الفرقان - اگر یہ روایت درست ہے تو بہت افسوسناک ہے۔ اختلاف مذہبی ہو یا سیاسی اسے افہام و تفہیم اور رواداری سے طے کرنا چاہیئے۔ تشدد کی راہ ملک وملت کے لئے خطرناک ہے۔

(۶) احمدیوں کا مسئلہ اور پیپلز پارٹی

مدیر چٹان لکھتے ہیں کہ :۔
"روزنامہ نوائے وقت (۲۹؍ جولائی ۷۰ء) کی روایت کے مطابق ان (جناب بھٹو صاحب) سے سوال کیا گیا —— پیپلز پارٹی عوام کے اس مطالبے کی حمایت کرے گی کہ احمدیوں کو غیر مسلم فرقہ قرار دیا جائے؟ جواب دیا :۔
"یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے جس پر ملک میں پہلے خون خرابہ ہو چکا اور مارشل لاء لگ چکا ہے۔ موجودہ حالات میں اس مسئلے کو ہوا دی گئی تو مزید خون خرابہ ہونے کا خدشہ ہے۔ ہماری جماعت ترقی پسند ہے جس میں اس قسم کے مسئلوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ موجودہ حالات میں قادیانیوں کا مسئلہ چھیڑنا مناسب ہے۔"
(چٹان ۳؍ اگست ۱۹۷۰ء)

الفرقان - اگر جناب بھٹو صاحب کے جواب کو صحیح طور پر نقل کیا گیا ہے تو ہر انصاف پسند کہے گا کہ ملکی استحکام کے لحاظ سے یہ ایک بہتر اور مناسب راہ ہے۔

(۷) شیعہ صاحبان اور خلافت راشدہ کی طرز پر آئین!

تحفظ حقوق شیعہ کے جنرل سیکرٹری صاحب نے اپیل کی ہے کہ :۔
"شیعہ فرقے سے قرارداد مقاصد اور ۲۲ نکات کی ترتیب کے دوران کیا ہوا وعدہ پورا کریں اور نئے آئین میں کتاب و سنت کا مطلب ہر فرقے کے عقیدہ کے مطابق لیا جائے۔"

بقول ان کے انہیں اس اپیل کی ضرورت

اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ جو جماعتیں اسلامی
آئین نافذ کرنے کا وعدہ کر رہی ہیں وہ خلافت
راشدہ کی بنیاد سے اپنی مہم کا آغاز کرتی ہیں"
جنرل سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ اسلامی آئین
کی یہ بنیاد انہیں منظور نہیں کیونکہ شیعہ فرقے
کے افراد "کتاب و سنت کی بنیاد محمد و آلِ محمد
کو قرار دیتے ہیں۔" (روزنامہ مشرق لاہور
۱۴ر اگست ۸۰ء)

الفرقان۔ گویا اہلسنت والجماعت خلافتِ راشدہ
کی طرز پر جو آئین مرتب کرنا چاہتے ہیں شیعہ صاحبان
کو اس سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ وہ تو اس بنیاد کے
ہی قائل نہیں۔ کتاب و سنت کی تعبیر میں ان کا بنیادی
اور اساسی اختلاف ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان
کے استحکام کے لئے سب مسلمانوں کو مل کر کام کرنے کی
توفیق بخشے۔ آمین

(۸) مودودی صاحب کا شیعوں کو جواب

"انہوں نے (مودودی صاحب نے) کہا کہ
جب ہم خلافتِ راشدہ کے نمونے کی پیروی
کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں سیدنا علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بھی شامل ہوتا
ہے۔ اور کم از کم وہ تو ہمارے اور آپ کے
درمیان مشترک ہے۔ باقی رہے پہلے تین
خلفاء تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ملک کے
اہل سنت ان کی خلافت کو بھی خلافتِ راشدہ
مانتے ہیں۔ ان کے اس عقیدے کو آپ
چاہے صحیح نہ سمجھیں لیکن اس بات کو تو آپ
تسلیم کریں گے کہ وہ یہ عقیدہ رکھنے کا ویسا
ہی حق رکھتے ہیں جیسا آپ اپنا ایک عقیدہ
رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ اب اگر مسلمانوں کی
ایک متحدہ اسلامی ریاست قائم ہونے کے لئے
یہ بات شرط قرار دے دی جائے کہ ملک میں
جتنے مختلف مسلکوں کے مسلمان موجود ہیں وہ سب
کسی ایک مسلک پر متفق ہو جائیں تو یہ شرط نہ
کبھی پوری ہوگی اور نہ اس شرط کے ساتھ
دنیا میں کوئی اسلامی ریاست قائم ہو سکے گی
..... عام ملکی قانون بہرحال کتاب و سنت
کی اسی تعبیر پر بنے گا جسے اکثریت مانتی ہے"
(روزنامہ مشرق لاہور ۱۶ر اگست ۸۰ء)

الفرقان۔ کیا شیعہ صاحبان اس مسلک کو قبول
کر لیں گے! اور کیا اہلسنت والجماعت خلافتِ
راشدہ کے حقیقی نظام کا وہی مطلب سمجھتے ہیں جو مودودی
صاحب نے ذکر کیا ہے؟ کیا خلافت راشدہ بغیر خلیفہ
کے ہوگی یا سب کے لئے ایک واجب الاطاعت خلیفہ
کی بیعت لازمی ہوگی؟

(۹) "احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک چلانا درست نہیں"

"ڈیرہ غازی خان ۲۵ر جولائی (نمائندہ
جسارت) سردار عطا محمد خان لغاری نے گزشتہ

روز یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب
کرتے ہوئے کہا کہ میں مرزائیوں کو مسلمان
سمجھتا ہوں وہ کافر نہیں ہیں اور انہیں غیر مسلم
اقلیت قرار دینے کے لئے کوئی تحریک چلانا
درست نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ قومی
اسمبلی کا انتخاب لڑیں گے لیکن اگر کوئی بہتر
امیدوار سامنے آیا تو اس کے حق میں دستبردار
ہو جائیں گے۔ ..... مرتد کی سزا کے متعلق
اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا اسلام
میں کسی مرتد کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔
انہوں نے کہا کہ مولویوں نے اسلام کو خواہ مخواہ
ہوّا بنا کر لوگوں کو اس سے بدظن کر دیا ہے۔
انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے
کہا کہ اسلامی حکومت باغی کو قتل کی سزا
دے سکتی ہے مگر اسلام سے منحرف ہونے
والے کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔"

(روزنامہ جسارت ملتان ۲۶ جولائی ۱۹۷۰ء)

الفرقان - اسلام کا حقیقی تعلق دل سے ہے اور دلوں کو اللہ ہی جانتا ہے۔ باقی رہا کلمۂ شہادت کا پڑھنا اور ظاہری اعمال بجا لانا۔ اسلامی عقائد کے ماننے کا اعلان کرنا۔ یہ تمام باتیں احمدیوں میں بدرجۂ اولیٰ پائی جاتی ہیں اسلئے ان کو مسلمان قرار نہ دینا ایک ظلم عظیم ہے۔ سیاسی طور پر بھی احمدیوں کو اسی طرح مسلمان ماننا چاہیئے جس طرح قائد اعظم مرحوم نے احمدیوں کو مسلمان قرار دیا تھا۔

(۱۰) جہالت کی پیداوار فرقے

جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

"خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں
ہے جس کی بنا پر اہل حدیث، حنفی، دیوبندی،
بریلوی، شیعہ، سُنی وغیرہ الگ الگ اُمتیں بن سکیں
یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔"

(خطبات طبع چہارم ص۴۲)

الفرقان - مودودی صاحب بھی عجیب آدمی ہیں جب ان فرقوں سے سیاسی کام لینا چاہتے ہیں تو انہیں "مسلمہ اسلامی فرقے" قرار دیدیتے ہیں اور جب اسکی ضرورت محسوس نہیں کرتے تو ان فرقوں کو "جہالت کی پیداوار اُمتیں" قرار دینے لگ جاتے ہیں۔ کیا اس میں سوچنے والوں کے لئے عبرت نہیں؟

فیصلہ

شیخ عبدالمجید صاحب اصغر بی۔اے، ایل ایل۔بی، پی سی۔ایس ڈسٹرکٹ جج لائلپور

بمقدمہ اپیل

مسماۃ نذیراں دختر برکت علی راجپوت سکنہ خالصہ کالج لائلپور مدعیہ اپیلانٹ

بنام

محمود احمد ولد فضل محمد راجپوت سکنہ چنیلی منڈی مگھیانہ ضلع جھنگ مدعا علیہ ریسپانڈنٹ

(ترجمہ فیصلہ از انگریزی)

مسماۃ نذیراں مدعیہ نے محمود احمد مدعا علیہ پر تنسیخ نکاح کی نالش کی۔ یہ دعویٰ نمبری $\frac{5}{12}$ ۱۹۵۰ء مرجوعہ $\frac{12}{49}$ ۱۶ چوہدری محمد علی صاحب سب جج درجہ اوّل لائلپور نے $\frac{11}{51}$ ۲۰ کو خارج کیا۔

فاضل سب جج کے فیصلہ اور ڈگری کی ناراضگی سے مدعیہ نے یہ اپیل دائر کیا ہے۔ دعویٰ کے اظہارات قدرے غیر معمولی ہیں۔ یہ ظاہر کیا گیا کہ فریقین کا نکاح لائلپور میں $\frac{12}{48}$ ۱۶ کو ہوا اور یہ کہ نکاح سے دو روز پیشتر مدعا علیہ کے متعلق یہ شبہ ہوا کہ وہ احمدی ہے اور یہ کہ مدعا علیہ کے باپ نے مدعا علیہ سے دریافت کیا تو مدعا علیہ نے حلف اٹھا کر ظاہر کیا کہ وہ احمدی نہیں ہے۔ گو مدعا علیہ کے والدین احمدی ہیں اور یہ کہ مدعا علیہ نے بیان کیا کہ وہ سُنی مسلمان ہے۔ یہ بھی مدعیہ کی طرف سے ادعا کیا گیا کہ مدعا علیہ نے مدعیہ کو احمدیوں کے مرکز ربوہ جانے کے لئے مجبور کیا اور اس بات پر بھی مدعیہ کو مجبور کیا کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر دے۔ کچھ تشدد کا بھی ادعا کیا گیا۔ دعویٰ میں اہم امر یہ ظاہر کیا گیا کہ اگر مدعا علیہ مدعیہ کو دھوکا نہ دیتا تو وہ اس سے شادی نہ کرتی۔ وجوہات مذکورہ کی بنا پر مدعیہ تنسیخ نکاح کی خواستگار ہے۔

مدعا علیہ نے جواب دعویٰ میں ظاہر کیا کہ وہ احمدی مسلمان ہے اور نکاح سے قبل بھی وہ فرقہ احمدیہ میں تھا۔

مدعا علیہ نے اس امر سے انکار کیا کہ اس نے بیان کردہ یقین مدعیہ کو دلایا اور مدعا علیہ نے ظاہر کیا کہ مدعا علیہ کا احمدی ہونا مدعیہ اور اس کے والدین کو ہمیشہ سے بخوبی معلوم تھا۔ بقول مدعا علیہ مدعیہ کا اظہار مذکور ایک مابعد کا خیال ہے جو آخر نومبر ۱۹۴۹ء میں اختراع کیا گیا جبکہ مدعا علیہ نے مدعیہ کو

نوٹس دیا۔ تشدد کے ادعا سے بھی مدعا علیہ نے انکار کیا۔ فریقین کے اظہارات سے امور تنقیح مندرجہ ذیل پیدا ہوئے۔

(۱) آیا مدعا علیہ نے اپنا مذہبی عقیدہ (احمدیت) مدعیہ سے چھپایا اور اس طرح مدعیہ کے ساتھ فریب کیا۔

(۲) آیا مدعا علیہ مدعیہ کو تبدیلی مذہب کے لئے مجبور کرنا چاہتا تھا؟

(۳) آیا مدعا علیہ مدعیہ کے ساتھ تشدد کا برتاؤ کرتا ہے؟

(۴) دادرسی۔

فریقین نے شہادت پیش کی ہے۔ مدعیہ نے اپنے والد برکت علی گواہ ۲ اور اپنے چچا نور محمد گواہ ۳ اور نیز محمد صدیق گواہ ۶ کو پیش کیا۔ یہ گواہان عرضی دعویٰ کے اظہارات سے بھی ایک قدم آگے چلے گئے ہیں۔ فاضل سب جج نے بجا طور پر ان کی شہادت کو مسترد کیا ہے اور ان اختلافات کو زیر نظر رکھا ہے جن کے دوہرانے کی مجھے ضرورت نہیں۔ گواہان مذکور نے عدالت میں یہ بیان دیا ہے کہ مدعا علیہ اور اس کے والد دونوں نے یہ بیان دیا تھا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی احمدی نہیں ہے لیکن عرضی دعویٰ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مدعا علیہ نے غیر مبہم الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ مدعا علیہ کے والدین یقیناً احمدی ہیں۔ صرف یہی امر قابل توجہ نہیں ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ حلف نکاح سے دو روز قبل اٹھایا گیا تھا یعنی ۱۲/۴۸ ۴ کو یعنی اس روز جبکہ اقرار نامہ P.2 بھی لکھا گیا تھا۔ یہ اقرار نامہ ۱۲/۴۸ ۱۱ کو لکھا گیا تھا۔ اگر تاریخوں کے اختلاف کو میں اس قدر اہمیت نہ بھی دوں جو فاضل سب جج نے دی ہے تو یہ واقعہ ہے کہ حلف اٹھانے اور اقرار نامہ لکھنے کے واقعات ایک دوسرے کے بعد ایک ہی دن عمل میں آئے۔ اگر مدعا علیہ نے واقعی کوئی اس قسم کا حلف اٹھایا ہوتا جو کہ مدعیہ ظاہر کرتی ہے تو اس حلف کے واقعہ کا نمایاں طور پر ذکر دستاویز P.2 میں وہ تسلیم کرتے کہ وہ سنی مسلمان ہے اور احمدی نہیں ہے۔

مدعیہ کا مقدمہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ تھوڑے عرصے بعد وہ اپنے شوہر کے گھر بودوباش اختیار کرنے کے لئے گئی تو اس کے شوہر نے تبدیل مذہب کے لئے اسے ترغیب دی اور عملاً اسے مجبور کیا کہ مدعیہ اس کے ساتھ ربوہ جائے۔ کہا جاتا ہے کہ بس چند مہینے ہی وہ اپنے شوہر کے گھر رہی تھی جبکہ اسے نکال دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ شادی کے بعد اتنا لمبا عرصہ یعنی تقریباً ایک سال تک وہ کیوں خاموش رہی اور کم از کم شوہر کے گھر سے نکالے جانے کے بعد چھ ماہ تک اس نے کیوں سکوت اختیار کیا۔ مدعیہ نے کبھی کوئی قدم نہ اٹھایا جس سے اس کے خاوند کو آگاہی ہوتی کہ مدعیہ اس کے ساتھ رہنے پر رضامند نہیں ہے لیکن جب آخر نومبر سنہ ۱۹۴۹ء میں مدعا علیہ نے مدعیہ کو نوٹس دیا تو سب سے پہلی مرتبہ مدعیہ نے جواباً یہ لکھا کہ مدعا علیہ احمدی ہے وغیرہ۔ یہ عذر صریحاً مابعد کا خیال ہے۔ شہادت

پر زیادہ غور کرنے کے بعد میرے لئے یہ مشکل ہے کہ قرار دوں کہ کبھی بھی مدعا علیہ نے مدعیہ کو ربوہ جانے کے لئے یا تبدیلیٔ مذہب کے لئے مجبور کیا ہو۔ فاضل سب جج نے مدعیہ کے مذہب سے ناواقفی کے متعلق بالتفصیل بحث کی ہے۔ دراصل وہ مذہب کی مبادیات کو بھی سمجھ نہیں سکتی تاہم یہ سوال ہمارے راستے میں حائل نہیں کیونکہ اس بارے میں بعض علماء کے خیالات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن ہائی کورٹیں وقتاً بعد وقتٍ یہ فیصلہ دے چکی ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بعض امور میں عقائد کے متعلق اہم اختلافات ہونے کے باوجود ہم کسی طرح احمدیوں کو غیر مسلم نہیں کہہ سکتے۔ مسل پر شہادت کو خوب زیرِ غور لانے کے بعد میں قرار دیتا ہوں کہ مدعیہ کو اس بات کا علم تھا کہ مدعا علیہ جس کے ساتھ وہ نکاح کرنے لگی ہے احمدی ہے۔ اور میں قرار دیتا ہوں کہ مدعا علیہ کے حلف اٹھانے کے متعلق جو شہادت پیش کی گئی ہے وہ جھوٹی ہے۔ میں یہ بھی قرار دیتا ہوں کہ نکاح سے قبل یا بوقتِ نکاح مدعیہ کے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں میں فیصلہ کرتا ہوں کہ مدعا علیہ نے مدعیہ کو کبھی تبدیلِ مذہب کے لئے ہموار نہیں کیا۔ تشدد کے متعلق پیش کردہ شہادت بھی ناتسلی بخش اور غیر یقینی ہے۔ جعلیہ دار گواہوں کے بیانات کی بناء پر میں یہ قرار نہیں دے سکتا کہ مدعا علیہ نے کبھی بھی مدعیہ سے سختی کا برتاؤ کیا ہو۔ ان تمام تنقیحات کے بارے میں فاضل سب جج کے ساتھ مجھے پورا اتفاق ہے اور میں فیصلہ کرتا ہوں کہ فریقین کا نکاح منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا فیصلہ اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحال رکھتے ہوئے میں اپیل کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں۔

عبد المجید اصغر
ڈسٹرکٹ جج
لائل پور

۵ $\frac{۵}{۱۹۵۱}$

(طابع و ناشر ابوالعطاء جالندھری، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ۔)

ضمیمہ ماہنامہ الفرقان

بابت ماہ اگست سنہ ۶۹ء

وصایا

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو ان وصایا میں سے کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا پر جو نمبر دیے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری ہونے پر دیے جائینگے۔ وصیت کنندگان و سیکرٹری صاحبان مال نوٹ فرما لیں۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ۔

نمبر ۱۹۸۲۹ میں چوہدری غلام حیدر ملہی ولد چوہدری پیراں دتہ صاحب قوم جٹ ملہی پیشہ زمینداری عمر ۵۵ سال بیعت ۹ نومبر سنہ ۱۹۶۵ء ساکن چک 56/4-R ضلع بہاولنگر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۶۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) ۲۸ ایکڑ زرعی اراضی مالیتی ۸۴۰۰۰ RS (۲) مویشی مالیتی ۲۰۰۰ روپے (۳) ٹریکٹر ۔۔۔۰۰۰ (۴) مکان و دیگر اشیاء ۔۔۔ کل میزان ۔۔۔۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد غلام حیدر ملہی چک 56/4-R ۔ گواہ شد چوہدری علم الدین انسپکٹر ... ہارون آباد۔ گواہ شد میر عبد الرشید تبسم مربی سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد صوفی علی محمد معلم وقف جدید

نمبر ۱۹۸۳۲ میں شیخ ناصر احمد ولد شیخ عبد المجید صاحب مرحوم ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱۰/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک احاطہ سفیدہ سکنی اقبال کالونی مالیتی ۔۔۔۲۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔۔۔۰۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شیخ ناصر احمد نگی شیخ حفیظ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد شریف ولد محمد عبد اللہ باغبانپورہ گوجرانوالہ گواہ شد عبد العزیز مسجد احمدیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ

نمبر ۱۹۸۳۷ میں انوار احمد جان ولد حکیم نظام جان صاحب قوم اعوان پیشہ حکمت عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۰/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک معمولی دکان واقع چوک گھنٹہ گھر مالیتی ۔۔۔۲۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔۔۔۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد انوار احمد جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ گواہ شد محمد شریف ولد محمد عبد اللہ بیت الشمس باغبانپورہ گوجرانوالہ گواہ شد حکیم عبد الحمید سیکرٹری اصلاح و ارشاد گوجرانوالہ

نمبر ۱۹۸۳۸ میں محمد نذیر ولد محمد عبد اللہ صاحب قوم ... پیشہ ... عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۰/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔۔۔۹۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد نذیر ولد محمد عبد اللہ گواہ شد محمد شریف بیت الشمس باغبانپورہ ... گواہ شد حکیم عبد الحمید سیکرٹری اصلاح و ارشاد

نمبر ۱۹۸۵ میں حکیم شمیم حسین ولد حکیم خواجہ فیض الحسن صاحب قوم انصاری پیشہ طبابت عمر ۵۸ سال بیعت ۱۹۲۸ء ساکن وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۵-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک دوکان واقع موتی بازار وزیر آباد کے ۱/۲ مالیتی ۰۰-۲۰۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۸۰۰-- روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد حکیم شمیم حسین موتی بازار وزیر آباد گواہ شد غلام احمد امیر جماعت وزیر آباد گواہ شد اسعد علی وزیر آباد

نمبر ۱۹۹۱ میں چوہدری عبد الحق ولد حاکم خان قوم راجپوت کھٹی بٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۱۲-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زمین زرعی تین ایکڑ واقع کلاسوالہ مالیتی ۹۰۰۰-- ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری عبد الحق گواہ شد چوہدری محمد حنیف بھٹی ربوہ گواہ شد محمد صدیق کلاسوالہ

نمبر ۱۹۹۲ میں محبوب احمد ولد محمد صاحب شوالا پوری قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر ۲۷ بیعت ۱۹۶۳ء ساکن ہرچند ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۶۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کی جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محبوب احمد صاحب پریذیڈنٹ ویلج ۱۸۲ سکنہ ہرچند ۵۰۹ خاص ضلع شیخوپورہ گواہ شد محمد رشید شاد صاحب گواہ شد محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال چوہڑکانہ منڈی ضلع شیخوپورہ

نمبر ۱۹۹۲۹ میں ارشاد احمد صدیقی ولد قاضی نذیر احمد صاحب قوم کھوکھر پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لدھے والا وڑائچ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد۔ ارشاد احمد صدیقی لدھے والا حال ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ، گواہ شد رانا منصور احمد خان بن چوہدری نصر اللہ خان صاحب ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ گواہ شد۔ قریشی محمد یعقوب بن قریشی محمد یار ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔

نمبر ۱۹۹۳۵ میں مرزا نصیر احمد طارق ولد مرزا غیور احمد صاحب قوم مغل پیشہ فوجی ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جہلم پوسٹ بکس ۱۸ ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۷-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۵۰۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا نصیر احمد طارق جہلم۔ گواہ شد۔ پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ جہلم گواہ شد سید سجاد احمد سیکرٹری مال پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ جہلم

نمبر ۱۹۹۴۷ میں شیخ محمد یعقوب ولد شیخ رحمت اللہ صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جناح کالونی ۲۹۲
ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے
جو اسوقت -/۱۰۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کی جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد
اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ
کی وصیت مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد: محمد یعقوب جناح
کالونی ۲۹۲ لائلپور۔ گواہ شد شیخ عبد العزیز صاحب الدھوصی دار البرکات گلی نمبر ۱ دھوبی گھاٹ لائل پور گواہ شد شیخ عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن بی
گلی ۱۲ مکان ۲۲۱ لائلپور۔ نمبر ۱۹۹۴۴ میں لئیق احمد باجوہ ولد چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ قوم احمدی پیشہ طالبعلم عمر ۳۴ سال بیعت
پیدائشی ساکن ۳۲ شارع سرور۔ لاہور چھاؤنی ضلع لاہور آج بتاریخ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی
نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی
نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ
فرمائی جائے۔ العبد لئیق احمد باجوہ گواہ شد نذیر احمد مولوی فاضل گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد۔ اسد اللہ خان صاحب ۳۲ شارع سرور
نمبر ۱۹۹۴۵ میں محمد اسمٰعیل صاحب (صحابی) ولد حاجی کرم بخش صاحب (صحابی) قوم ارائیں پیشہ زمینداره عمر قریباً ۷۰ سال بیعت پیدائشی ساکن
خانپور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔
(۱) نقد ۳۰۰۰ روپیہ میری یہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد
یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ
کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد۔ محمد اسمٰعیل سکنہ خانپور نزد ڈاکخانہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور گواہ شد رحمت علی
وکالت مال اول تحریک جدید ربوہ گواہ شد محمد شجاعت علی وکالت مال اول تحریک جدید ربوہ۔ نمبر ۱۹۹۵۰ میں عبد الحلیم ولد خدا بخش صاحب قوم
پیشہ دکانداری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الیمن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب
وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی
ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز
کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ گواہ شد سردار عبد الحق صاحب کارکن وقف زندگی وکالت مال تحریک جدید
گواہ شد۔ میر مبارک احمد صاحب .... العبد۔ عبد الحلیم دکاندار گولبازار ربوہ۔ نمبر ۱۹۹۵۲ میں عبد الرحیم صاحب
ولد فضل الدین صاحب قوم نائیک پیشہ زمینداره عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک بھینس مالیتی ۹۰۰ روپے جو اپنی منہدم
بلا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع

مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۵۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ
داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد عبد الرحیم ولد فضل دین
احمد نگر ضلع جھنگ گواہ شد محمد لطیف بٹ سیکرٹری امور عامہ احمد نگر ضلع جھنگ گواہ شد خواجہ سلیم احمد ولد خواجہ محمد شریف
خواجہ سٹور نت کوب زاد ربوہ نمبر ۹۹۵۳ میں محمد بخش ولد امیر بخش صاحب مرحوم قوم کشمیری پیشہ بیکار عمر ۵۸ سال بیعت ۱۹۲۲ ساکن کھاریاں
ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مکان ایک عدد
واقع کھاریاں مالیتی ۔۔۔۔۔ ۷ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس
کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا
جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
العبد محمد بخش محلہ ستار پورہ کھاریاں ضلع گجرات گواہ شد محمد عبد اللہ ضلع گجرات گواہ شد صوفی نور داد ولد کرم الدین کھاریاں ضلع گجرات
گواہ شد۔ محمد عبد اللہ امیر جماعت احمدیہ کھاریاں ضلع گجرات نمبر ۹۹۵۴ میں شمس الحق ولد مولوی سراج الحق صاحب قوم قریشی پیشہ سرکاری ملازمت
عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن تن باغ کوارٹرز ۲ نقار خانہ روڈ لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۹/۶۹ حسب ذیل
کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ۸ گھماؤں اراضی نہری واقع بھاگو الرین ضلع جھنگ مالیتی ۔۔۔۔۔ روپے (۲) ایک کنال
پلاٹ دار الرحمت شرقی ربوہ ۔۔۔۔۔ ۲ روپے (۳) ۱/۲ ۷ مرلے زمین واقع لاہور ۔۔۔۔۔ روپے (۴) نقد ۔۔۔۔۔ ۲ روپے میں اپنی مندرجہ
بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں
گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ
-/۶۱۲ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ
تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شمس الحق لاہور۔ گواہ شد۔ عبد الرحمن قریشی ولد عبد الغنی قریشی اے آر قریشی اینڈ سنز خانم بازار
نئی انارکلی۔ لاہور۔ گواہ شد محمود احمد ایڈووکیٹ ۳۰۔ مال مینشن شاہراہ قائد اعظم لاہور۔ نمبر ۹۹۵۵ میں مرزا غضنفر بیگ قوم مغل
پیشہ طالبعلم عمر ۲۱ سال بیعت ۱۹۲۸ چوک کھاریاں چونیاں ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۹-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری
جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی
ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی
جائے۔ العبد مرزا غضنفر بیگ چونیاں ضلع لاہور۔ گواہ شد۔ ملک رشید الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چونیاں ضلع لاہور
گواہ شد۔ ملک عزیز اللہ خان صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ۔ نمبر ۹۹۵۶ میں عبد الرؤف ولد فضل کریم صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ ریٹائرڈ مدرس
عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۰۴ ساکن دار النصر غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان واقع سیالکوٹ مشترکہ مالیتی ۱۲۰۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالرؤف دار النصر غربی ربوہ۔ گواہ شد عبدالمجید بی اے بی ایڈ ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ گواہ شد محمد ابراہیم بھامبڑی صدر دار النصر غربی ربوہ

نمبر ۱۹۹۶۷ میں چوہدری عبدالباسط ولد چوہدری فضل الٰہی صاحب مرحوم قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۲-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی کھاریاں ۲ ۱/۲ بیگھے مالیتی ۲۵۰۰ روپے (۲) زرعی اراضی بشیر آباد اسٹیٹ لال چھتہ ۲ ۱/۲ ایکڑ ۸۲۵۰ روپے (۳) نصف دوکان کھاریاں مالیتی ۵۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۱۵۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے العبد۔ چوہدری عبدالباسط ولد چوہدری فضل الٰہی کھاریاں گواہ شد صوفی نور داد ولد کرم دین کھاریاں ضلع گجرات گواہ شد۔ محمد عبداللہ امیر جماعت کھاریاں

نمبر ۱۹۹۶۸ میں فضل احمد ولد چوہدری احمد دین قوم سندھو پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی ساکن گولیکی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۱۱-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زرعی زمین واقع گولیکی ۲ کنال مالیتی ۵۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ ۶۷ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فضل احمد گولیکی ضلع گجرات گواہ شد محمد اکبر گولیکی ضلع گجرات۔ گواہ شد۔ خوشی محمد ولد فضل دین گولیکی ضلع گجرات

نمبر ۱۹۹۷۳ میں محمد علی ولد مکرم شریف اللہ صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۶۵ ساکن بازید خیل ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان مالیتی ۵۰۰۰ روپے (۲) سکنی زمین ۲۹ مرلے عنبر آباد مالیتی ۲۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۸۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد علی ولد شریف اللہ صاحب بازید خیل ضلع پشاور گواہ شد۔ منظور احمد صدر جماعت احمدیہ بازید خیل ضلع پشاور گواہ شد محمد الطاف خان نائب امیر مکان ۵۱۲۵ محلہ گل بادشاہ جی پشاور شہر۔

نمبر ۱۹۹۷۴ میں مقبول احمد ولد مکرم احمد الدین صاحب قوم ساہی جٹ پیشہ زمینداری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۳۷ء سال ساکن بینوں عماتی ضلع سکھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۱۱-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان [illegible] زمین رقبہ ۱۰ مرلے ۱/۲ ۴ ایکڑ زرعی اراضی

مالیتی -/۲۰۰۰ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی
جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اس
کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی
۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مقبول احمد سکنہ بنوں عاقل ضلع سکھر
گواہ شد۔ قریشی عبدالرحمن ولد غلام محی الدین بنگلہ ۲۵ نمبر گاہ سکھر۔ گواہ شد۔ چوہدری محمد علی ولد نواب الدین دسیدہ جانب آباد ضلع سکھر۔

نمبر ۲۰۰۶۵ میں محمد سعید ولد مولوی محمد حسین صاحب قوم راجپوت کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش
وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان واقع دارالنصر ربوہ رقبہ دس مرلہ مالیتی
-/۴۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی
اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۶۰ روپے بصورت پنشن والاؤنس ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد سعید نگران بہشتی مقبرہ ربوہ گواہ شد۔ محمد الدین دارالصدر شرقی ربوہ
گواہ شد۔ محمد لطیف دارالعلوم شرقی ربوہ۔ **نمبر ۲۰۰۶۸** میں نثار احمد خان ولد عبدالقدیر خان صاحب قوم پٹھان پیشہ طالبعلمی عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی
ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گذارہ ماہوار آمد
پر ہے جو اسوقت -/۱۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد
اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ مالک صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد نثار احمد خان متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد عبدالستار خان
متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ گواہ شد حفیظ احمد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ **نمبر ۲۰۰۷۱** میں شریف احمد مسلم ولد حکیم سلیمان صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۴۳ء
ساکن چک ۲۷۶ گکھووال ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے پانچ مرلہ مفید زمین
دارالرحمت وسطی ربوہ۔ -/۱۰۰۰ روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو
اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۶۵ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شریف احمد معلم وقف جدید گواہ شد۔ ملک رشید احمد طیب انسپکٹر وقف جدید گواہ شد۔ محمد عبداللہ حلیم **نمبر ۲۰۰۷۲** میں وسیع الدین
ولد عبدالرحیم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۵۵ء ساکن تربیلا کالونی ضلع ہزارہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۵ حسب
ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۱۰ مرلے زمین دارالعلوم ربوہ قیمت زیر تجویز ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت
بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی
ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۰۹ روپے ماہوار آمد ہے
میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے
العبد۔ وسیع الدین تربیلا ڈیم کالونی گواہ شد۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد۔ منیر احمد چوہان کارکن وصیت ۱۸-۲۸

نمبر ۲۰۰۷۳ میں شیخ محمد سلیم ولد شیخ محمد اسلم صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دنیاپور ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۸/۲/۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک رہائشی مکان واقع وارڈ نمبر 31 تین کمرہ جات مالیتی ۱۰۰۰۰/- روپیہ (۲) ماہوار آمد بذریعہ تجارت ۴۰۰ روپیہ (۳) باقی تمام جائداد والد صاحب کے نام ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ ۴۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد شیخ محمد سلیم ولد شیخ محمد اسلم صاحب گواہ شد شیخ محمد اسلم ولد حاجی شیخ محمد حسین مرحوم دنیاپور گواہ شد محمد عمر سندھی مربی سلسلہ

نمبر ۲۰۰۷۶ میں وسیم الدین صاحب ولد خلیفہ علم الدین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ملتان ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ ۶۸/۲/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد۔ وسیم الدین شیزان جوس ڈپو حسن آباد ٹاؤن خانیوال روڈ ملتان گواہ شد عزیز الدین گواہ شد۔ برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ ملتان

نمبر ۲۰۰۷۷ میں مرزا مستری شکر دین احمدی ولد مرزا الہ دین صاحب قوم مغل پیشہ معماری عمر تقریباً ۶۲ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن محلہ ماچھی واڑہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۸/۱۲/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مکان واقع ماچھی واڑہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ مالیتی ۷۰۰۰/- روپے اس کے علاوہ کوئی جائداد نہیں میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد۔ مرزا شکر دین چونڈہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد۔ رانا عبدالکریم خان کاٹھ گڑھی مربی سلسلہ احمدیہ گواہ شد ماسٹر عبدالرزاق صاحب سیکرٹری تحریک جدید چونڈہ

نمبر ۲۰۰۷۹ میں نذیر احمد منہاس ولد چوہدری مولا داد خان صاحب قوم منہاس پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی ساکن رحیم یار خان ضلع رحیم یار خان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۸/۲/۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان مالیتی ۱۱۵۰۰/- روپے اس میں ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں یعنی ۵۷۵۰/- روپے کا (واقعہ پرانا سینما بازار رحیم یار خان) ایک عدد دکان کے سامان مالیتی ۱۵۰۰/- روپے کے ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں یعنی ۷۵۰/- روپے کا میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۷۵ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ نذیر احمد منہاس گواہ شد۔ عبدالباری صدر جماعت احمدیہ رحیم یار خان گواہ شد۔ عبدالمتین خان صاحب سیکرٹری مال رحیم یار خان

نمبر ۲۰۰۸۱ میں چوہدری غلام احمد ولد چوہدری رحمت علی صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی ساکن کیپلی کالونی بہاولپور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۸/۵/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اسوقت

مجھے مبلغ -/۴۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا
میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام احمد ۱۳ کینال کالونی بہاولپور گواہ شد محمد اشرف ناصر مربی سلسلہ بہاولپور گواہ شد نذیر بہاولپور
نمبر ۲۰۰۸۳ میں ڈاکٹر خلیل الرحمٰن ولد شیخ عبدالرحمٰن صاحب قوم راجپوت کھٹی پیشہ ملازمت عمر ۴۹ بیعت پیدائشی ساکن ۲/۲ نشتر اسٹیٹ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے میری جائداد۔ اسوقت کوئی نہیں ہے اسوقت مجھے مبلغ ۷۲۵/۶۰ روپے ماہوار
آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
العبد۔ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ ریڈیو تھراپسٹ گواہ شد۔ عبدالرزاق سیکرٹری اصلاح و ارشاد ملتان شہر۔ گواہ شد۔ رشید احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان
نمبر ۲۰۰۸۴ میں حمید اللہ صاحب خادم ولد چوہدری اللہ رکھا صاحب قوم ملی جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا
جبر واکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۱۸ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار کا
جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور
اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے
نافذ فرمائی جائے۔ العبد حمید اللہ خادم ربوہ حال F/16 کوریاں سٹریٹ میانوالی گواہ شد۔ عبدالعزیز شاہد مربی سلسلہ احمدیہ میانوالی شہر۔ گواہ شد۔ احمد شفیع
قریشی میانوالی شہر۔ نمبر ۲۰۰۸۵ میں مشتاق احمد ولد میر قاسم علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت ریٹائرڈ عمر ۶۹ سال بیعت پیدائشی احمدی آج بتاریخ ۱۴ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان رہائشی واقع (3/A/14/2) گلبرگ III لاہور ۶۰۰۰۰ روپے (۲) ایک کاٹیج واقع فیروز گلی
-/۲۲۰۰۰ (۳) زمین سکنی دو کنال دارالصدر غربی ربوہ -/۱۸۰۰۰ (۴) زرعی اراضی واقع غلام محمد بیراج ۶۰ ایکڑ فی ایکڑ -/۲۵ ۲۵ ایکڑ اراضی قبضہ د
گیا ہے اور پلی -/۴۰۰۰ روپے ادا کی ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد
کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت
اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۸۰۰ روپے ماہوار پنشن کی آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو
بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مشتاق احمد ولد میر
قاسم علی صاحب لاہور۔ گواہ شد۔ غلام مرتضیٰ صاحب ایڈووکیٹ وکیل القانون ربوہ گواہ شد۔ میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل الدیوان ربوہ۔
نمبر ۲۰۰۸۶ میں چوہدری شادی خان صاحب ولد چوہدری عدالت خان صاحب قوم راجپوت پیشہ زمیندار عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن 113/9L ضلع ساہیوال
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-2- حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے تفصیل اراضی ۳۲ ایکڑ ۶ کنال اندازاً قیمت
-/۱۳۱۰۰۰ روپے اس میں سے چودہ ایکڑ زمین رہن ہے جو -/۲۲۵۰۰ روپے میں رہن ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی
نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ العبد۔ شادی خان
گواہ شد۔ لطیف احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ساہیوال۔ گواہ شد چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ امیر ضلع
جماعت احمدیہ۔

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
Shezan
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور
ORIENT

Monthly **AL-FURQAN** Rabwah
Editor : ABUL ATA JALLANDHARI

August 1970 | Zahoor 1349 | Regd. No. L5708

قانون کی نظر میں مسلمان کی تعریف

19. Who is a Mohamedan.—Any person who professes the Mohamedan religion, that is, acknowledges (1) that there is but one God, and (2) that Mohamed is His Prophet, is a Mohamedan. (a) Such a person may be a Mohamedan by birth or he may be a Mohamedan by conversion. (b) It is not necessary that he should observe any particular rites or ceremonies, or be an orthodox believer in that religion; no Court contest or gauge the sincerity of religious belief. (c) It is sufficient if he professes the Mohamedan religion in the sense that he accepts the unity of God and the prophetic character of Mohamed.

(Mohamedan law. Chapter II conversion to Mohamedanism)

ترجمہ :

مسلمان کون ہے؟ ہر وہ شخص جو اسلام لانے کا اقرار کرتا ہے یعنی یہ کہ ہر وہ شخص جو اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ

اول ۔ **خدا** واحد لاشریک ہے اور

دوم ۔ **محمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے نبی ہیں مسلمان کہلائے گا ۔

(الف) ایسا شخص مسلمان دو طریق سے ہو سکتا ہے ۔ مسلمان گھرانہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے یا مذہب تبدیل کرنے کی صورت میں (ب) یہ ضروری نہیں کہ وہ بعض خاص مذہبی رسوم و رواج کا پابند ہو یا راسخ العقیدہ مسلمان ہو ۔ کوئی عدالت مذہبی عقائد کی صداقت کی جانچ پڑتال کرنے کی مجاز نہیں ہے ۔ (ج) مسلمان ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ان معنوں میں اسلام لانے کا اقرار کرے کہ وہ خدا تعالی کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت پر یقین رکھتا ہے ۔''

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.